عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد ۱۴ | ۲۱ تا ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۰ تا ۱۶ مئی ۱۹۹۶ء | شمارہ ۵۰

ایک پیشگوئی

جو سچی ثابت ہو رہی ہے

اُمت کے وفود آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

مسیلمۂ پنجاب مرزا قادیانی کی سوانح حیات

مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری کی مستند اور مایہ ناز تحریر

رئیس قادیان

سالگرہ ایک رسمِ بد

قیمت: ۵ روپے

عدت طلاق عورت کہاں گزارے؟

سوال .... خالد نے اپنی منکوحہ کو تین (۳) طلاقیں وقفہ وقفہ سے دیں۔ اور مطلقہ کے لواحقین (والد، بھائی) وغیرہ کو اس عمل سے مطلع کردیا اور ان سے کہا کہ آپ اس کو اپنے گھر لے جائیں۔ مگر مطلقہ کے والدین اس کو لے جانے کے لئے تیار نہیں ہیں ان کا کہنا ہے کہ خالد مطلقہ کو بذات خود گھر پہنچائے۔

واضح ہو کہ خالد مطلقہ کا مہر واجب بمعہ نان نفقہ دوران عدت بھی دینے کو تیار ہے لیکن مطلقہ ابھی تک خالد کے گھر میں مقیم ہے مگر بالکل نامحرموں کی طرح زندگی بسر کررہی ہے جس کی بناء پر خالد اور مطلقہ دونوں ہی ذہنی طور پر تکلیف برداشت کررہے ہیں آپ سے استدعا ہے کہ مندرجہ بالا مسئلہ پر شریعت کے مطابق مسئلہ کا حل صادر فرمائیں تاکہ دونوں فریق اپنا آئندہ کا لائحہ عمل طے کرسکیں اور پرسکون زندگی گزار سکیں۔ (زکریا عباسی۔ کراچی)

جواب .... طلاق یافتہ عورت عدت طلاق شوہر کے گھر پر پوری کرے گی اور شوہر ہی کے ذمہ اس کا نان نفقہ ہوگا۔ بشرطیکہ بوقت طلاق عورت شوہر کے گھر پر رہائش پذیر ہو۔ عدت پوری ہونے سے قبل شوہر عورت کو اس کے گھر بھیجنے کا مجاز نہیں البتہ عورت شوہر کی رضامندی سے میکے منتقل ہوسکتی ہے لیکن اس کا نان نفقہ عدت ختم ہونے تک شوہر پر ہی لازم رہے گا۔ نیز عدت مکمل ہونے کے بعد اس عورت کا شوہر کے گھر پر رہنا ناجائز ہے۔

"اذا طلقها ثلاثا او واحدة بائنة وليس له الا بيت واحد ...... فينبغى لهان يجعل بينه وبينها حجابا حتى لا تقع الخلوة بينه وبين الاجنبية....

(عالمگیری ج ا ص ۵۳۵)

(قوله والسكنى) يلزم ان تلزم المنزل الذى يسكنان فيه قبل الطلاق' قهستانى....

(ردالمختار ج ۳ ص ۶۰۹)

طلاق بائن واقع ہوگئی

سوال ۔ میرے اس مسئلے کا حل بتائیں کہ میری شادی ۲۷ مئی ۱۹۹۳ء کو ہوئی تھی میری بیوی اور اس کے گھر والے کافی آزاد خیال کے ہیں جس کی وجہ سے ہماری کبھی کبھی لڑائی بھی ہوجاتی تھی پھر اس کے گھر والے آکر مجھے طلاق دینے کو کہتے تھے پھر کچھ وقت گزارا اور اللہ تعالیٰ نے ۲۲ مارچ ۱۹۹۴ء کو مجھے بیٹی دی پھر کچھ ہی مہینے کے بعد میں ڈیوٹی پر تھا اور میری بیوی میری بیٹی کو لے کر گھر چلی گئی میں نے کافی کوشش کی کہ وہ واپس آجائے لیکن ہر بار ایک ہی جواب دیا اس نے اور اس کے گھر والوں نے کہ اب یہ واپس نہیں جائیگی میں نے تنگ آکر ایک طلاق دے دی صرف یہ سوچ کر کے شاید اس طرح وہ واپس آجائے پھر کچھ دنوں کے بعد اس سے اس کا خیال معلوم کیا پھر اس نے وہی جواب دیا پھر میں نے تین یا چار مہینے کے بعد اس کا خیال معلوم کیا اس نے جواب میں بہت سخت الفاظ اور کچھ غلط بات کی جس پر دوسری طلاق دے دی اب اس کے گھر والے کہتے ہیں کہ ہمارا تمہارا کوئی رشتہ نہیں تم طلاق دے چکے ہو اور کورٹ میں بھی پہلے طلاق کا کیس کیا اور اب تک کا مجھے میری بچی سے بھی آج تک نہیں ملنے دیا۔ آپ خود ہی بتائیں میں کیا کروں کس سے انصاف مانگوں آپ میرے مسئلے کا حل بتادیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

(عزیز الرحمٰن۔ کراچی)

جواب ...... بصورت مسئولہ آپ کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہوچکی ہے اب نکاح جدید کے علاوہ ازدواجی تعلقات کی بحالی کی کوئی صورت نہیں کیونکہ آپ نے ایک طلاق دے کر عدت کے دوران رجوع نہیں کیا بلکہ صرف خیال معلوم کیا' اس سے شرعاً رجوع نہیں ہوتا اور عدت کے بعد کی طلاق لغو گئی کیونکہ عورت اس سے قبل نکاح سے نکل چکی تھی۔ باقی رہا آپ کی بچی کا مسئلہ تو بلوغت تک بچی کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے۔ بشرطیکہ اس دوران ماں بچی کے غیر محارم میں نکاح نہ کرے البتہ اس دوران بچی کا نان و نفقہ آپ کے ذمہ ہوگا اور آپ بچی سے ملاقات کے بھی مجاز ہوں گے ماں منع نہیں کرسکتی۔ نیز بلوغت کے بعد حق پرورش آپ کو ہوگا۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج ۳ ص ۱۱۰)

الا ترى انه تحصل البينونة قبل الدخول و بعده بعد انقضاء العدة

(ھدایة: ج ۲ ص ۴۳۵ باب حضانة الولد)

والمرأة على ذلك اقدر و بعد البلوغ تحتاج الى التحصين والحفظ و الاب فيه اقوى واهدى وعن محمد انها تدفع الى الاب اذا بلغت حد الشهوة لتحقق الحاجة الى الصيانة

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد ۱۴ شمارہ ۵۰

۲۱ تا ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۱۶ھ
بمطابق ۱۰ تا ۱۶ مئی ۱۹۹۶ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت

○ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
○ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
○ مولانا منظور احمد حسینی ○ مولانا محمد جمیل خان
○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر: عبداللہ ملک

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

مارکیٹنگ و ڈیزائن: ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

رئیس قادیان	۴
ایک پیشین گوئی جو سچ ثابت ہو رہی ہے	۱۰
امت کے وفود آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور	۱۵
سالگرہ۔ ایک بے جواز رسم	۲۰
اخبار ختم نبوت	۲۱

زر تعاون

سالانہ ۲۵۰ روپے ششماہی ۱۲۵ روپے سہ ماہی ۷۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 514122

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: ۱۰۳ بس اسٹاپ گلشن کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ایک علمی پیش کش

ابو القاسم مولانا رفیق دلاوری ؒ کے قلم سے

تحقیقی شاہکار

رئیس قادیان

مسیلمہ پنجاب آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی مستند سوانح حیات

خالق کائنات نے آقائے دو جہان رسول عربی حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے ساتھ سلسلہ انبیاء ختم کرنے کا اعلان فرماکر قیامت تک کے تمام جنوں اور انسانوں کی ہدایت کے لئے اپنا آخری نبی قرار دے دیا۔ اور آپ کے واسطہ سے اختتام نظام کائنات تک "دین اسلام" کو ہی صلاح وفلاح اور نجات کا ذریعہ مقرر کردیا اور اعلان فرمادیا کہ

من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه

حجتہ الوداع کے موقعہ پر تکمیل دین اسلام کا مژدہ اس طرح سنایا کہ

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

ارشاد ربانی: انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون

(بے شک ہم نے ہی یہ "الذکر" نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) میں حفاظت قرآن کریم کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے یعنی قرآن کریم کے الفاظ، مفہوم و معنی اس کی دعوت و تعلیم اور اس کے پیش کردہ عقائد و اعمال کی حفاظت کے ساتھ ان تمام اسباب و ذرائع کی حفاظت بھی اللہ نے اپنے ذمہ لے لی ہے جو قرآن کی حفاظت کے لئے عالم اسباب میں ضروری ہوں گے۔ دوسرے لفظوں میں یہ اس بات کا کھلا اعلان خداوندی ہے کہ قیامت تک "اسلام" کی حفاظت کا ایک مستحکم نظام ہمیشہ قائم ودائم رہے گا اور اسی کی طرف آنحضرت ﷺ نے اس طرح واضح رہنمائی فرمائی کہ

یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله' ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاهلین

(مشکوٰۃ ص ۳۶)

ترجمہ: ہر آئندہ نسل میں اس علم کے حامل ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو اس سے غلو کرنے والوں کی تحریف، باطل پرستوں کے غلط دعووں اور جاہلوں کی تاویلوں کو صاف کرتے رہیں گے)

خروج دجال کا فتنہ اتنا عظیم ہوگا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی نے اپنی امت کو اس فتنے کی خوفناکی سے ڈرا کر پناہ مانگنے کی تلقین کی۔ نبی آخر الزمان حضرت محمد عربی ﷺ کی زبان مبارک سے اس فتنے کی مفصل جزئیات تک کتب حدیث میں موجود ہیں۔ نسل انسانی میں

قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والے اس سب سے بڑے فتنے "خروج دجال" سے قبل مزید تیس دجالوں کے ظہور سے امت کو ہوشیار رہنے کی بھی یوں تعلیم فرمائی کہ: ثلاثون دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی

چنانچہ اسلام کی چودہ صدیوں میں ہر صدی کا چوتھائی حصہ بھی بمشکل ایسا گذرا ہوگا جس میں کوئی نہ کوئی امام تلبیس تقدس و کبریائی کے لبادے میں دکان فتنہ سجا کر عامۃ المسلمین کو گمراہی کے جال میں پھانسنے کی کوشش میں نہ لگا ہو۔ وصال نبوی سے تھوڑا عرصہ قبل ہی مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ سجاح نامی عورت بھی نبوت کے دعوے کے ساتھ میدان میں آئی اور پھر مسیلمہ کی شریک حیات بن گئی۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطہ ارضی کو ان تمام کذابوں سے پاک کیا' پھر بھی ایسے لوگ اٹھتے اور کیفر کردار کو پہنچتے رہے۔

اٹھارھویں صدی عیسوی کے اختتام تک امت مسلمہ کی اسلام سے وابستگی میں ضعف کے آثار واضح نظر آنے لگے۔ اس کا ایک بڑا اثر یہ ظاہر ہوا کہ وعدہ قرآنی انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین دنیاوی سیادت کی حد تک اٹھالیا گیا اور صدیوں تک جہالت کے اندھیروں میں سرگرداں اقوام مغرب اسلامی دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ مغربی اقوام میں انگریز عیار اور اجڈ ترین قوم سمجھے جاتے ہیں اور اسلامی دنیا کا بہت بڑا علاقہ جس میں ایران و عراق بھی شامل تھے اس قوم کے زیر نگیں آیا۔ برصغیر ہند پر انگریزی گرفت سب سے زیادہ مضبوط ہوگئی تھی۔ ۱۸۶۷ء میں ایران میں مرزا حسین علی نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور بہاء اللہ کا لقب اختیار کر کے بہائی مذہب کی بنیاد ڈالی۔ مذاہب عالم کی بنیادی حقیقت کہ نئے نبی سے مذہب اور امت تبدیل ہو جاتی ہے۔ بہاء اللہ نے اسلام کو منسوخ قرار دے کر اپنی شناخت کے لئے نئے اصول و قواعد پر مبنی نئے مذہب "بہائیت" کو اختیار کر لیا۔ ملت اسلامیہ نے اگرچہ اس کی علمی تردید بھی کی لیکن ملت سے از خود کٹ جانے کے سبب اس نئے مذہب کو اس وقت کے حالات میں زیادہ اہمیت نہیں دی گئی۔ ایران میں اس کے ظہور کے باعث شیعہ سیاسی قیادت سے اس کا ٹکراؤ ہوا جہاں سے پسپائی اختیار کر کے بہائی لوگ روس اور یورپ کے مختلف خطوں میں پھیل گئے اور پھر امریکہ بھی منتقل ہوگئے۔

۱۸۸۹ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے برطانوی ہند کے ضلع گورداسپور کے ایک چھوٹے سے قصبے "قادیان" سے نکل کر لدھیانہ میں "مسیح موعود" ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا اعلان کر کے ظلی بروزی نبوت کی سیڑھیاں چڑھنے لگا اور آخر میں بزعم خود صاحب شریعت نبی بن بیٹھا۔ سب سے بڑا دجل کا کرشمہ یہ دکھایا کہ "اسلام" کے بنیادی عقائد اور قرآن و حدیث کے مفہوم و معانی من گھڑت سانچے میں رکھ کر "اسلام" کا ٹھیکے دار بن بیٹھا اور پوری امت کو اسلام سے خارج قرار دینے کا راگ الاپنے لگا۔ انگریزی سیاسی قوت اس کی محافظ بنی ہوئی تھی۔ ملت اسلامیہ کے اضطراب کا بڑا سبب یہی ہوا کہ دشمن طاقت کے زیر سایہ ناموس رسالت اور ناموس ختم نبوت کا لٹیرا اپنی کارگذاری میں مصروف ہے اور سیاسی غلامی میں جکڑی ہوئی ملت اسلامیہ تڑپنے کے سوا کچھ کر بھی نہیں سکتی۔ بہرحال علمائے امت نے علمی استدلال کے میدان میں قادیانیت کے تار پود بکھیر کر عامۃ المسلمین کے لئے حفاظت ایمان کے تمام ذرائع مہیا کر دیئے اور قادیانیت کو ملت اسلامیہ سے الگ کر کے نئی امت قرار دلانے کی بھرپور مہم چلائی۔ تقریباً" پون صدی کی پر آشوب جہد مسلسل کے بعد ۱۹۷۴ء میں جسد ملت سے اس ناسور کو کاٹ کر علیحدہ کر دیا گیا۔

قادیانیت کا فتنہ اس انداز سے اٹھایا گیا کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں علمائے امت نے اسے مرزا کی کج فہمی پر محمول کر کے اس ناہنجار اور اس کے پیروکاروں کو مناظروں کے ذریعے راہ راست پر لانے کی بھرپور کوشش کی لیکن وقت کی رفتار نے آخر اس حقیقت کو اظہر من الشمس کر دیا کہ فتنہ قادیانیت کج فہمی پر مبنی نہیں بلکہ اسلام کے خلاف گھناؤنی سازش کے ذریعہ کھڑا کیا گیا دجالی فتنہ ہے۔ اس فتنہ سے مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کی خاطر بانی فتنہ قادیانیت کی ذات اور خاندان کے مفصل حالات پر مشتمل "سوانح حیات" کی ترتیب اس وقت بہت اہم ضرورت تھی اور یہ خدمت مولانا القاسم رفیق دلاوری" کے حصے میں آئی۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نے کتاب کے "پیش لفظ" میں مصنف" اور کتاب کا تعارف اس طرح کرایا ہے:

> "حضرت ابو عنبہ خولانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد خود آپ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس دین میں نئے نئے پودے لگاتے رہیں گے جن کو اپنی اطاعت کے کام میں لگائے رکھیں گے۔ (ابن ماجہ)
>
> یعنی گلشن دین' قیامت تک سدا بہار رہے گا۔ جانے والوں کی جگہ اس میں نئے گل بوٹے لگتے رہیں گے اور اس کی سرسبزی و شادابی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اسلام کی پوری تاریخ گویا اس ارشاد نبوی ﷺ کی شرح و تفسیر ہے۔ زمانے نے ہزاروں کروٹیں لیں' لیکن بحمد اللہ گلشن محمدی ہر دور اور ہر زمانے میں سرسبز و شاداب رہا اور اس کی تازگی و شادابی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ طائع

آزماؤں نے جب بھی دین قیم میں رخنہ اندازی کی کوشش کی' حق تعالیٰ شانہ نے دین کی پاسبانی کے لئے اپنے طاعت شعار مخلص بندوں کو کھڑا کردیا جنھوں نے دین قیم کی حفاظت و پاسبانی کا حق ادا کردیا اور اہل باطل کے دجل و فریب کی تمام کوششوں کو ناکام بنادیا۔

حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری" بھی اس گلشن نبوی کا مہکتا ہوا پھول تھے۔ موصوف دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی" کے شاگرد رشید تھے۔ عالم حقانی اور سالک ربانی تھے۔ دیگر بہت سے کمالات کے علاوہ بلند پایہ ادیب اور صاحب قلم تھے۔ متعدد جرائد و مجلات سے وابستہ رہے۔ موصوف نے عنان قلم کو رد قادیانیت کی طرف موڑا تو "ائمۂ تلبیس" اور "رئیس قادیان" جیسی گراں مایہ تصانیف ان کے قلم سے نکلیں۔ اول الذکر اسلامی تاریخ میں ابھرنے والے مدعیان کذاب کی تاریخ ہے اور موخر الذکر مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کے تاریخی سوانح کا مرقع ہے' جس میں مرزا قادیانی کے خاندانی حالات اور پیدائش سے لے کر اس کے دعاوی کے مدوجزر کو پوری تفصیل سے قلم بند کیا گیا ہے۔ حضرت مصنف" اس کی وجہ تالیف میں لکھتے ہیں:

"گذشتہ نصف صدی میں فتنہ مرزائیت کے خلاف ہزاروں لاکھوں کتابیں شائع ہوئیں' لیکن کسی مصنف نے خود داعی مذہب کے پوست کندہ حالات لکھ کر قادیانی لن ترانیوں کا طلسم نہ توڑا اور اس طرح قادیانی تقدس کی دسیسہ کاریاں پردہ خفا میں پڑی رہیں' حالانکہ اگر قادیانی دکان آرائی کے صحیح واقعات منظر عام پر آجاتے تو پھر کسی اختلافی مسئلہ پر بحث و مناظرہ کی ضرورت ہی باقی نہ رہتی۔ انجام کار خاکسار راقم الحروف نے اس ضرورت کا احساس کیا اور موفق حقیقی نے اپنی رحمت نوازی سے اس عاجز کو اس کام کی طرف متوجہ کردیا' چنانچہ اس احقر العباد نے قریباً" ڈیڑھ سال کی محنت شاقہ کے بعد قادیانی صاحب کے سوانح حیات مدون کیے' جن کو تین جلدوں میں تقسیم کردیا گیا ہے"۔

"کتاب علمی و ادبی اعتبار سے نہایت وقیع ہے' جس کے مطالعہ سے مرزا قادیانی کی اصل حقیقت الم نشرح ہوجاتی ہے' اور اس کے تمام دعاوی کا طول و عرض معلوم ہوجاتا ہے۔"

"رئیس قادیان" کا مطبوعہ نسخہ دو جلدوں میں ۱۹ابواب پر مشتمل ہے۔ ۱۸۹۳ء تک پیش آنے والے اہم واقعات اور مرزائی دعاوی و پیشگوئیوں کا شستہ انداز تحریر میں نہایت سنجیدگی اور تہذیب و متانت سے جائزہ لیا گیا ہے۔ انداز بیان اتنا دلچسپ ہے کہ مطالعہ کا کچھ بھی ذوق رکھنے والا قاری مزید طلب سے مجبور ہو کر آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور وقت گذرنے کا احساس تک نہیں ہوتا۔ سنا گیا ہے کہ ناول کے شوقین کتاب ختم ہونے سے پہلے دنیا و مافیہا سے بے خبر استغراق طلب میں بڑھتے جاتے ہیں "رئیس قادیان" کا قاری یقیناً" اسی کا مصداق ہوگا۔ ناول میں تو خیالی رنگ آمیزی سے عمداً" خوب صورتی اور دلچسپی بھرنے کی کوشش شامل ہوتی ہے لیکن "رئیس قادیان" میں آنجہانی مرزا قادیانی کے دعاوی' پیشن گوئیاں اور شیطانی کارنامے انہی کے الفاظ و معانی میں اس طرح ترتیب دیئے گئے ہیں کہ مختلف موضوعات کا باہم ربط جڑتا چلا جاتا ہے اور کتاب کے شروع سے آخر تک ربط و دلچسپی کا یہ رابطہ بدستور قائم رہتا ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی سوانح کا ہر صفحہ عبرت انگیز اور سبق آموز ہے البتہ چند واقعات تو نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں مرزا کے گھر بیٹے کی پیدائش کی پیشگوئی' عبداللہ آتھم عیسائی پادری کے مرنے کی پیشگوئی' اور محترمہ محمدی بیگم سے نکاح کی داستان حیرت ناک ہونے کے باوصف قادیانی نبوت کے کذب پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

فہرست مضامین پر ایک نظر ڈالنے سے کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوجاتا ہے:

فہرست مضامین "رئیس قادیان" جلد اول

باب ۱	نام اور پیدائش
باب ۲	جائے پیدائش اور مرزو بوم
باب ۳	خاندان کی تعیین کا گورکھ دھندا
باب ۴	بعض خاندانی حالات
باب ۵	عہد طفولیت
باب ۶	مسیح قادیان کی تعلیم
باب ۷	سیالکوٹ کی ملازمت اور مختاری کا امتحان
باب ۸	مقدمہ بازی کے "مقدس" مشغلے
باب ۹	اراضی مغصوبہ کی بازیابی کے لئے حضرت "مسیح موعود" کے خلاف مقدمہ
باب ۱۰	خاندانی زوال اور اس کا مداوا
باب ۱۱	رجوعات و فتوحات کی دعا کرانے کے لئے امرتسر کا سفر
باب ۱۲	لاہور میں ورود' مذہبی چھیڑ چھاڑ اور مناظرانہ سرگرمیاں

باب ۱۳ حکیم مرزا غلام مرتضیٰ کا انتقال
باب ۱۴ مرزا غلام احمد "عارف کامل" اور "باخدا" صوفی کی حیثیت سے
باب ۱۵ مراق کا عارضہ اور دوسری بیماریاں
باب ۱۶ مرزا غلام احمد بحیثیت ملہم و صاحب کشف
باب ۱۷ مرزائی الہامات کے مصدر و ماخذ
باب ۱۸ پنڈت دیانند کو قادیان کی دعوت اسلام اور اس کی حقیقت
باب ۱۹ " براہین احمدیہ " کی تالیف و اشاعت
باب ۲۰ دعوائے مجددیت
باب ۲۱ حکیم نور الدین کی ملاقات کے لیے جموں کا سفر
باب ۲۲ دوسری شادی
باب ۲۳ غیر مسلم رؤساء و مقتدایان مذاہب کو معجزہ دیکھنے کی دعوت
باب ۲۴ قادیان کے یک سالہ قیام پر پنڈت لیکھ رام کی آمادگی
باب ۲۵ پنڈت لیکھ رام قادیان میں
باب ۲۶ قادیان کے یک سالہ قیام پر منشی اندر من کی رضامندی
باب ۲۷ قادیانی ہندو رؤساء کے وفد کا مطالبہ اعجاز نمائی
باب ۲۸ دس بیگاری ہندوؤں کی طرف سے اعجاز نمائی کی جعلی درخواست
باب ۲۹ غلام احمدی مشیخیت کے متعلق مرزا امام الدین کا اعلان
باب ۳۰ دوسری شادی کے بعد مزید نکاح کرنے کے متواتر الہامات
باب ۳۱ عم زاد بھائیوں کی نسل منقطع ہونے کی پیشینگوئی
باب ۳۲ "سراج منیر" اور دوسرے رسالوں کی اشاعت کے سبز باغ
باب ۳۳ ہوشیار پور میں چلہ کشی
باب ۳۴ ہوشیار پور میں لالہ مرلی دھر آریہ سے مناظرہ
باب ۳۵ رسالہ "سرمہ چشم آریہ" کی اشاعت
باب ۳۶ الہامی فرزند عنموائیل کے تولد کی پیشین گوئی
باب ۳۷ علمائے موافقین کی ہمدردانہ نصیحت
باب ۳۸ محمدی بیگم سے شادی کرنے کی پیشینگوئی
باب ۳۹ ہندو دوستوں پر عینی شاہد ہونے کا افتراء
باب ۴۰ مسیح زماں کے سودی قرضہ کا افشائے راز
باب ۴۱ مسیح قادیان کا نام نادہند خریداروں کی فہرست میں
باب ۴۲ قادیان میں ذاتی مطبع قائم کرنے کی حیلہ گری
باب ۴۳ امام زادہ کی صحت کا الہام
باب ۴۴ قادیان سے ہجرت کر جانے کا اعلان
باب ۴۵ حکیم نور الدین صاحب کی دوسری شادی
باب ۴۶ بند سوالوں کے جوابات کا مطالبہ
باب ۴۷ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے انتقال کی پیشینگوئی
باب ۴۸ مرزا سلطان محمد کے ہلاک ہونے کی پیشینگوئی
باب ۴۹ مرزا سلطان محمد کی مدت حیات میں کرم گسترانہ توسیع
باب ۵۰ مرزا محمود احمد کے تولد کی پیشینگوئی
باب ۵۱ اخذ بیعت کا عام اعلان
باب ۵۲ علی گڑھ کا سفر اور اپنی عجز بیانی پر پردہ ڈالنے کی کوشش
باب ۵۳ دعوائے مماثلت مسیح علیہ السلام کی لغویت
باب ۵۴ مسیح علیہ السلام کے صلیب دیئے جانے میں یہود و نصاریٰ کی ہمنوائی
باب ۵۵ سرسید احمد خان علی گڑھی کی شاگردی
باب ۵۶ مولوی محمد حسین بٹالوی سے کشیدگی
باب ۵۷ حکومت برطانیہ کے زوال کی ہشت سالہ پیشینگوئی
باب ۵۸ ڈاکٹر جگن ناتھ سول سرجن سے حکیم نور الدین کی شرط اعجاز نمائی
باب ۵۹ تدبیروں کی نارسائی اور آسمانی منکوحہ سے مرزا سلطان محمد کی شادی
باب ۶۰ پہلی بیوی کی تعلیق اور خانہ بربادی
باب ۶۱ رئیس قادیان کا قدوم دہلی اور مولانا نذیر حسین کو دعوت مناظرہ
باب ۶۲ مولوی محمد بشیر سہسوانی سے مناظرہ
باب ۶۳ میر عباس علی لدھیانوی کا داغ مفارقت
باب ۶۴ علمائے ملت سے نشان صدق دکھانے کا مطالبہ
باب ۶۵ ایک صوفی صاحب کی طرف سے قادیانی چیلنج کا کلہ توڑ جواب
باب ۶۶ شاہ نعمت اللہ کی پیشینگوئی میں مفید مطلب قطع و برید
باب ۶۷ مولوی غلام دستگیر قصوری کے مقابلہ سے فرار

فہرست مضامین "رئیس قادیاں" جلد دوم

باب ۱ قادیانی مطلق العنانی پر علماء لدھیانہ کا احتجاج
باب ۲ فتوائے تکفیر کی مخالفت
باب ۳ علماء لدھیانہ کا ورود دیوبند اور قادیانی کے کفر و اسلام کا مذاکرہ
باب ۴ علماء حرمین کا فتوائے تکفیر
باب ۵ دعوائے مسیحیت اور حضرت ابن مریم کی پیشین گوئی
باب ۶ ابن مریم بننے کی مضحکہ خیز کوشش
باب ۷ مریم بننے اور حاملہ ہونے کے تخیل کا قادیانی ماخذ
باب ۸ عقیدۂ حیات مسیح کو شرک قرار دینے کی جسارت

باب۹ حکیم نور الدین سے مولانا بٹالوی کا پہلا مناظرہ
باب۱۰ مولانا بٹالوی کے مقابلہ سے ملہم قادیانی کا فرار
باب۱۱ علماء لدھیانہ کو مناظرہ کا چیلنج
باب۱۲ علماء لدھیانہ کا مطالبہ کہ قادیانی ملہم اپنے اسلام کا ثبوت پیش کرے
باب۱۳ مولانا بٹالوی کی طرف سے قادیانی صاحب کو راہِ راست پر لانے کی جدوجہد
باب۱۴ مولانا بٹالوی کا ورود لدھیانہ اور قادیانی صاحب کو مناظرہ کا چیلنج
باب۱۵ مناظرہ لدھیانہ
باب۱۶ مولانا بٹالوی کو لاہور میں مناظرہ کرنے کا قادیانی چیلنج
باب۱۷ مسیحائی دکھانے کے مطالبات اور معجزات مسیح کا انکار
باب۱۸ مولانا گنگوہی پر دشنام دہی کی قادیانی غلاظت
باب۱۹ اہل انگلستان کے قبول اسلام کی پیشین گوئی
باب۲۰ والی مالیر کوٹلہ کی والدہ سے پانچ سو روپیہ کی وصولی
باب۲۱ مصر، شام اور فلسطین کے مفتیان عظام کا فتویٰ
باب۲۲ اہل و عیال اور خویش و اقارب سے قطع تعلق
باب۲۳ ملہم قادیان کا کشف کہ دنیا میں میرے سوا غلام احمد قادیانی کسی کا نام نہیں
باب۲۴ مباہلہ کی تحریک اور مسیح قادیان کی طرف سے ٹال مٹول
باب۲۵ بشارت مسیح ہونے کے دعویٰ پر مسلمانوں میں عام ہیجان
باب۲۶ قادیانی کے کفر و ارتداد پر علماء ہند کا اتفاق
باب۲۷ فتوائے تکفیر کے جواب میں فیصلہ آسمانی کی دعوت
باب۲۸ دجال اکبر کے ظہور سے انکار
باب۲۹ قادیانی ملہم کا بیان کہ آنحضرتؐ پر دجال کی حقیقت منکشف نہ ہوئی
باب۳۰ قادیان کے متعلق امیر المومنین عمر فاروقؓ کی پیشین گوئی
باب۳۱ فرنگیوں کے دجال ہونے کا مسروقہ تخیل
باب۳۲ مولانا محمد زمان خان حیدر آبادی کے ایک اور نظریہ کا سرقہ
باب۳۳ مولانا بٹالوی مسیح زمان کے تعاقب میں
باب۳۴ مولانا عبدالحکیم کلانوری سے مناظرہ
باب۳۵ میر ناصر نواب دہلوی آغوش مرزائیت میں
باب۳۶ مولوی محمد احسن امروہی کے ایمان و اسلام کی خریداری
باب۳۷ دعوائے مہدویت کی بوالعجبیاں
باب۳۸ مسئلہ ظہور مہدی علیہ السلام اور اپنی مہدویت کے متعلق رئیس قادیان کی قلابازیاں
باب۳۹ ایک مہدی کا قول اپنا کر بعض انبیاء سے افضل بننے کی کوشش
باب۴۰ اپنی خود ساختہ مہدویت کے متعلق قادیانی کے مضحکہ خیز معیار
باب۴۱ مہدی بننے کے لیے اپنے سنین عمر کو کم دکھانے کی کوشش
باب۴۲ حضور سید المرسلینؐ پر مہدی موعود کے چودھویں صدی میں
ظاہر ہونے کا افتراء
باب۴۳ صاحب الزمان حضرت مہدی علیہ السلام کے خونیں ہونے کا طعنہ
باب۴۴ قیام سلطنت کے لیے حکیم نور الدین بھیروی کی مخفی سرگرمیاں
باب۴۵ لعنتوں کی قادیانی مشین گن
باب۴۶ مولانا بٹالوی کی رسوائی کا چہل روزہ الہام
باب۴۷ اپنے مکفرین کو مباہلہ کا نمائشی چیلنج
باب۴۸ مولوی جلال الدین پیر کوٹی کو شفایابی کے سبز باغ
باب۴۹ مسیح قادیان کے ترک مباہلہ پر محمد علی خان کی پریشانی
باب۵۰ مولوی عبدالحق غزنوی سے حافظ محمد یوسف مرزائی کا مباہلہ
باب۵۱ شیخ مہر علی کے خلاف آسمانی عدالت میں استغاثہ
باب۵۲ مولانا بٹالوی کو عربی تفسیر قرآن لکھنے کا چیلنج
باب۵۳ حکیم نور الدین سے مولانا بٹالوی کا ریل گاڑی میں مناظرہ
باب۵۴ مباہلہ کا قادیانی چیلنج اور مولوی عبدالحق کا دندان شکن جواب
باب۵۵ مولانا بٹالوی کے مرزائی ہو جانے کی پیشین گوئی
باب۵۶ عم زاد بھائیوں کی دکان آرائیاں
باب۵۷ قادیانی مسیحیت کے متعلق شاہ سیف الرحمن مجذوب کا کشف
باب۵۸ حکیم نور الدین سے مولانا اصغر علی روحی کی ایک علمی جھڑپ
باب۵۹ رسالہ "کرامات الصادقین" میں غلطیاں نکالنے والے کو انعام
کا جھوٹا وعدہ
باب۶۰ محمدی بیگم کا پیچھا چھڑانے کے لیے ملا محمد بخش کی ایک مزے دار
ترکیب
باب۶۱ با اقبال فرزند کے قدوم کی دوبارہ پیشین گوئی اور رسوائیوں کا
مکرر ہجوم
باب۶۲ مولوی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ
باب۶۳ مسیح قادیان کا اعلان کہ کوئی پادری میرے مقابلہ پر نہیں آ سکتا
باب۶۴ اعجاز نمائی کا قادیانی وعدہ اور آتھم کی طرف سے قبول اسلام کا
مشروط قول و قرار
باب۶۵ معجزہ نہ دکھا سکنے کی حالت میں عیسائی ہو جانے کا وعدہ
باب۶۶ مولانا بٹالوی کی پیشین گوئی کہ پادریوں کے مقابلہ میں مرزائے قادیان
کو قطعاً شکست ہوگی
باب۶۷ قادیانی صاحب کا مطالبہ کہ میرے مقابلہ میں کوئی بڑا نامور پادری

کھڑا کیا جائے
باب ۶۸ پادری کلارک کا بیان کہ کوئی مرتد شخص اسلام کا نمائندہ نہیں بن سکتا
باب ۶۹ پادری آتھم کے مقابلہ میں قادیانی ملہم کی ہزیمت و رسوائی
باب ۷۰ مباحثہ امرتسر پر علمائے اسلام کا تبصرہ
باب ۷۱ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی ہلاکت کی پیشین گوئی
باب ۷۲ پیشین گوئی کی جرات کا طبی راز
باب ۷۳ پیشین گوئی پوری کرنے کے لیے آتھم کے ہلاک کرنے کی تدبیریں
باب ۷۴ آتھم کی ہلاکت کے لیے "مسیح موعود" صاحب کا ایک دلچسپ کراماتی ٹوٹکہ
باب ۷۵ پیشین گوئی کے جھوٹا نکلنے پر مرزائی حلقوں میں ماتم
باب ۷۶ عیسائیوں کا جلوس اور مسیکی تمسخر کا عبرتناک مظاہرہ
باب ۷۷ الہ دین مرزائی کا اعلان کہ مرزا جی ایک دکاندار ہیں
باب ۷۸ پیشین گوئی کے جھوٹا نکلنے پر اسلامی جرائد کا تبصرہ
باب ۷۹ آتھم کی طرف سے اس مرزائی عذر لنگ کی تردید کہ آتھم نے رجوع کیا ہے
باب ۸۰ قادیانی ملہم سے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کا دلچسپ مطالبہ
باب ۸۱ مرگ آتھم کی پیشین گوئی کے متعلق قادیانی ملہم کی متضاد بیانیاں
باب ۸۲ ہلاک آتھم کی پیشین گوئی کے جھوٹا نکلنے پر محمد علی خان کا اضطراب
باب ۸۳ نام نہاد صلیب شکن کا حقیقی بھائی اور دوسرے مرزائی آغوش صلیب میں
باب ۸۴ مولوی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کرنے کا انجام
باب ۸۵ رمضان المبارک میں خسوف و کسوف کا اجتماع اور رئیس قادیان کی موقع شناسی
باب ۸۶ قادیان کی الہامی ڈکشنری میں "حرام زادہ" کے الہامی لغت کی بھرمار
باب ۸۷ مرزائی دشنام دہی پر مولانا بٹالوی کا دلچسپ تبصرہ
باب ۸۸ لاہور میں ورود اور بریڈلا ہال میں تقریر
باب ۸۹ ملکہ وکٹوریا اور اس کی اولاد کے قبول اسلام کی پیشین گوئی
باب ۹۰ صلیبی حکومت کو اپنی جان نثاری کا یقین دلانے کی جدوجہد
باب ۹۱ قادیانی مسیح کی صحبت میں مرزائیوں کا اخلاقی اور ذہنی زوال

حسین احمد حبیب
۱۴ / ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ

مولانا بشیر احمد قادری کا سانحہ ارتحال

مولانا محمد قاسم قاسمی مہتمم جامعہ قاسم العلوم فقیروالی کے بڑے بھائی او جامعہ ہذا کے شیخ الحدیث مولانا بشیر احمد قادری ۶۰ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ ایک زبردست عالم بہت بڑے مفکر ایک عظیم ادیب اور بے مثال طبیب تھے۔ صرف، نحو، منطق، فلسفہ، معانی، اسماء و رجال، حدیث، تفسیر اور دیگر مختلف فنون میں آپ اپنے وقت کے امام مانے جاتے تھے مولانا مرحوم کو مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ منکرین فقہ کے خلاف آپ نے بہت سی اہم کتب لکھی ہیں جو پاکستان اور دیگر ممالک میں بہت مقبول ہوئی ہیں چالیس سال تک آپ نے جامعہ میں تعلیمی، تبلیغی و تصنیفی خدمات سرانجام دی ہیں آپ مولانا مفتی فاروق احمد سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ اتنے بڑے عالم ہونے کے باوجود آپ انتہائی سادہ اور منکسر المزاج آدمی تھے آپ کے ہزاروں تلامذہ ملک و بیرون ممالک علمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں مولانا مرحوم کی نماز جنازہ مولانا عبدالعزیز آف چشتیاں نے جامعہ کے احاطہ میں پڑھائی اور آپ کے والد مرحوم کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ ادارہ ختم نبوت مرحوم کے لواحقین کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

ایک پیشینگوئی جو سچ ثابت ہو رہی ہے

حضرت امیر شریعت کی ولولہ انگیز تقریر

۲۱ اگست ۱۹۹۱ء کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے داغ مفارقت کو کامل ۳۰ سال کا عرصہ بیت گیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ دل کی دھڑکنیں کہتی ہیں کہ ہم ابھی ابھی شاہ جی کی محفل سے مدلل، محقق اور دلنواز و جاں گداز خطاب سن کر آرہے ہیں۔ شاہ جی نے بے شمار تقریریں کیں۔ وہ عوامی خطیب تھے۔ آپ کی خطابت کا جادو لوگوں کے دلوں کی دھڑکنوں پر تھا۔ وہ جب بولتے تو مجمع سر دھنتا، جب گرجتے تو محفل پر سناٹا طاری ہو جاتا۔ ۲۶ اپریل ۱۹۴۶ء کی تقریر ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔ لیجئے پڑھیے۔

اجتماع کا انعقاد

۲۷ مارچ ۱۹۴۶ء کو آل انڈیا مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی کے اجلاس سے فارغ ہو کر حضرت امیر شریعت اپنے رفقاء حضرت مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری کی معیت میں لاہور سے دہلی روانہ ہوئے۔ ان دنوں دہلی میں برطانوی مشن (کرپس مشن) مسلم لیگ اور کانگریس سے تقسیم ہندوستان کے سلسلہ میں مذاکرات میں مشغول تھا۔ حضرت امیر شریعت نے تقریباً ایک ماہ مصروف گذارا۔ ان دنوں دہلی کے مختلف علاقوں میں احرار کے جلسوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ جس سے گورنمنٹ برطانیہ کافی پریشان تھی۔ استبدادی حکومتوں کے ہتھکنڈے استعمال کئے گئے۔ احرار کے اجتماعات پر پابندیاں لگانی شروع کر دی گئیں۔ ۲۶ اپریل ۱۹۴۶ء کو اردو پارک دہلی میں ایک بڑے جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا۔ امیر شریعت نے اس زبردست اجتماع سے آخری خطاب کیا۔ اس کے بعد شاہ جی کبھی دہلی دوبارہ نہ جاسکے۔ اس اجتماع میں تقریباً پانچ لاکھ افراد نے شرکت کی۔ حضرت شاہ جی کی اپنی روایات اور دوسری مصدقہ روایات کے مطابق اس سے پیشتر دہلی میں اس سے بڑا اجتماع کبھی نہ ہوا تھا۔ اس اجلاس کی صدارت حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ فرما رہے تھے۔۔۔ اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب ؒم اسلام شیخ حسام الدین انجام دے رہے تھے۔ پنڈال میں نظم و ضبط برقرار رکھنا سرخپوش احرار رضاکاروں کے ذمہ تھا۔ پنڈال کے چاروں طرف احرار رضاکاروں کے دستے تعینات تھے۔ احرار کے سرخ پرچم فضاؤں میں لہراتے ہوئے گل والہ کی سی بہار دکھا رہے تھے۔ اسٹیج زمین سے بلند چبوترے کی شکل میں بنایا گیا تھا جس پر کرسیوں کے بجائے سفید چادریں بچھا کر ان پر گاؤ تکئے لگا دیئے گئے تھے۔ اس وقت اسٹیج پر ہندوستان کی عظیم شخصیتیں اور قائد اور آزادی کے سالار فروکش تھے۔ مجلس احرار اسلام کے مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی، ماسٹر تاج الدین انصاری اور جمعیت علمائے ہند کے بہت سے اکابرین جن میں حضرت شیخ مدنی اور مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی خاص طور پر قابل ذکر ہیں تشریف فرما تھے اجلاس کا آغاز قرآن حکیم کی تلاوت اور چند نظموں سے کیا گیا۔ شیخ حسام الدین نے مجلس احرار کے جنرل سیکرٹری اور اسٹیج سیکرٹری کی حیثیت سے اس اجتماع کی غرض و غایت بیان کی۔ اس کے بعد مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی نے تقریر کا آغاز فرمایا۔ حضرت مولانا ممدوح کی تقریر کے دوران اچانک انسانوں کے اس سمندر میں لہر اٹھی اور ایک ارتعاش پیدا ہوا۔ دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں شوق دید تجسس کے لئے سرگرداں ہوا۔ کہ حضرت امیر شریعت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں نے امن و سکون کی تمام طنابیں توڑ دیں۔ نظم و ضبط کو درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ عوام اپنے محبوب راہنما کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے والہانہ انداز میں سراپا نیاز اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت امیر شریعت اسٹیج پر تشریف لائے اور اپنی انتہائی دل آویز مسکراہٹ سے عوام کے پرتپاک خیر مقدم کا جواب دیا۔ ابھی حضرت امیر شریعت بیٹھے ہی تھے کہ ایک دوسرا قافلہ بھی آن پہنچا۔ جس میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد، پنڈت جواہر لال نہرو اور برطانوی مشن کے سربراہ لارڈ پیتھک لارنس نمایاں تھے۔ اسٹیج اس وقت بین الاقوامی شخصیتوں کے اجتماع سے ایک عجیب منظر پیش کر رہا تھا۔

تقریباً ساڑھے تین بجے رات حضرت امیر شریعت مائیک پر تشریف لائے۔ آپ نے انسانی سروں کے اس بحر بیکراں پر ایک بھرپور نظر ڈالی۔ ایک مرتبہ دائیں دیکھا اور پھر بائیں دیکھا، جیسے لوگوں کی پیشانیوں سے موضوع تلاش کر رہے ہوں۔۔۔ پھر خطبہ مسنونہ سے پہلے آپ نے تقریر کا آغاز یوں فرمایا۔ "آپ حضرات درود شریف پڑھیں"۔ پھر

دوبارہ فرمایا درود شریف پڑھیں' تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا۔ لوگ حیران تھے کہ آج شاہ جی اتنے بڑے عظیم الشان عدیم المثال سیاسی اجتماع سے تقریر کا آغاز کس انداز سے کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے سیاسی تقریروں میں ایسا نہیں کرتے تھے۔ عوام کی نگاہوں سے ابھرنے والے اس سوال کے جواب میں حضرت امیر شریعت نے خود ہی فرمایا۔ آج میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ اتنے بڑے عظیم اجتماع کے باوجود لوگ صبح کے اخبار میں لکھ دیں گے کہ مجمع تو واقعی پانچ لاکھ کا تھا مگر اس میں مسلمان ایک بھی نہ تھا۔ اس لئے میں نے درود شریف پڑھوایا ہے کہ دوستوں کو معلوم ہو جائے کہ اس اجتماع میں مسلمان ہیں یا یہ اجتماع ہی مسلمانوں کا ہے۔ اس پر تمام مجمع کشت زعفران بن گیا۔ بعد ازاں آپ نے مخصوص انداز میں قرآن کریم کی تلاوت شروع کی۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا حضرت امیر شریعت کے گلے کی حلاوت اور سوز سے ایسا محسوس ہوتا جیسے آیات خداوندی کا نزول ہو رہا ہے۔ الفاظ جیسے جیسے پڑھتے قرآن کریم اپنے معانی و مطالب خود واضح کرتا چلا جاتا۔ لاکھوں آدمیوں کا یہ اجتماع پتھروں کا ڈھیر معلوم ہوتا تھا۔ چاروں طرف ہو کا عالم اور ایک ایسا سناٹا کہ سوئی گرے تو آواز آئے اور عوام تھے کہ مبہوت بیٹھے تلاوت کلام الٰہی سن رہے تھے۔ ڈیڑھ رکوع پڑھنے کے بعد حضرت امیر شریعت نے تلاوت ختم کی تو پنڈت جواہر لال نہرو اٹھا اور مائیک پر حضرت امیر شریعت کے قریب آکر کھڑا ہو گیا اور معذرت خواہانہ انداز میں گویا ہوا۔ بھائیو! میں تو صرف بخاری صاحب کا قرآن کریم سننے کے لئے حاضر ہوا تھا اب میں معذرت کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ برطانوی مشن کی آمد کے باعث مصروفیت بہت زیادہ ہے۔ اس کے بعد جواہر لال نہرو اور لارڈ پتھک لارنس اسٹیج سے اتر کر چلے گئے۔

حضرت امیر شریعت نے خطبہ مسنونہ کے بعد تقریر کا آغاز یوں فرمایا۔

حضرات! آج میں نے کوئی تقریر نہیں کرنی بلکہ چند حقائق ہیں جنہیں بلا تمہید کہنا چاہتا ہوں۔ آئینی اور غیر آئینی دنیا میں خواہ اس علاقے کا تعلق ایشیا سے ہو یا یورپ سے اس وقت جو بحث چل رہی ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان کی ہندو اکثریت کو مسلم اقلیت سے جدا کر کے برصغیر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ قطع نظر اس کے کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟

پاکستان کیا ہوگا

مجھے پاکستان بن جانے کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات پر کہ صبح کو سورج مشرق ہی سے طلوع ہوگا۔ لیکن یہ پاکستان وہ پاکستان نہیں ہوگا جو دس کروڑ مسلمانوں کے ذہنوں میں موجود ہے اور جس کے لئے بڑے خلوص سے آپ کوشاں ہیں۔ ان مخلص نوجوانوں کو کیا معلوم کہ کل ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ بات جھگڑے کی نہیں۔ بات سمجھنے اور سمجھانے کی ہے۔ سمجھا دو مان لوں گا۔ لیکن تحریک پاکستان کی قیادت کرنے والوں کے قول و فعل میں بلا کا تضاد ہے اور بنیادی فرق ہے۔ اور اگر مجھے کوئی اس بات کا یقین دلا دے کہ ہندوستان کے کسی قصبہ کی گلی میں' کسی شہر کے کسی کوچہ میں' حکومت الٰہیہ کا قیام اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہونے والا ہے تو رب کعبہ کی قسم آج ہی میں اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جو لوگ اپنے جسم پر اسلامی قوانین نافذ نہیں کر سکتے وہ دس کروڑ افراد کے وطن میں کس طرح اسلامی قوانین نافذ کر سکتے ہیں؟ یہ ایک فریب ہے۔ میں فریب کھانے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ پھر آپ نے اپنی کلہاڑی کو دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر تقسیم کے بعد مشرقی اور مغربی پاکستان کا نقشہ سمجھانا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا" ادھر مشرقی پاکستان ہوگا اور ادھر مغربی پاکستان ہوگا۔ درمیان میں ہندو کی چالیس کروڑ آبادی ہوگی اور وہ حکومت لالوں کی حکومت ہوگی۔

ہندو ذہنیت شاہ جی کی نظر میں

کون لالے؟ لالے' دولت والے لالے' ہاتھیوں والے لالے' لالے مکار لالے' ہندو اپنی مکاری اور عیاری سے پاکستان کو ہمیشہ تنگ کرتے رہیں گے۔ اسے کمزور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اس تقسیم کی بدولت آپ کا پانی روک دیا جائے گا۔ آپ کی معیشت تباہ کرنے کی کوشش کی جائے گی اور آپ کی یہ حالت ہوگی کہ بوقت ضرورت مشرقی پاکستان مغربی پاکستان کی اور مغربی پاکستان مشرقی پاکستان کی مدد سے قاصر ہوگا۔ اندرونی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہوگی اور یہ خاندان زمینداروں' صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کے خاندان ہوں گے۔ انگریز کے پروردہ' فرنگی سامراج کے خود کاشتہ پودے' سروں' نوابوں اور جاگیرداروں کے خاندان ہوں گے۔ جو اپنی من مانی کارروائی سے ہر محب وطن اور غریب عوام کو پریشان کر کے رکھ دیں گے۔ غریب کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ ان کی لوٹ کھسوٹ سے پاکستان کے کسان اور مزدور نان شبینہ کو ترس جائیں گے۔ امیر روز بروز امیر تر' غریب روز بروز غریب تر' ہوتے چلے جائیں گے"۔ رات کافی بھیگ چکی تھی حضرت امیر شریعت اپنی سیاسی بصیرت کے موتی بکھیر رہے تھے اور مستقبل سے نا آشنا مسلمان منہ کھولے ان جانے واقعات کو حیرت و استعجاب کے عالم میں سن رہے تھے۔ حضرت امیر شریعت نے ہندو سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "پاکستان کی بنیاد ہندو کی تنگ نظری اور مسلمان دشمنی پر استوار ہوئی ہے' دولت سے پیار کرنے والے ہندو نے گائے کی پوجا کی' پیپل مہاراج پر پھول چڑھائے' چیونٹیوں کے بلوں پر شکر اور چاول ڈالے' سانپ کو اپنا دیوتا مانا لیکن مسلمان سے ہمیشہ نفرت کی۔ اس کے سائے تک سے اپنا دامن بچائے رکھا۔ پھر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ ذات پات کے پجاری بڑے بڑے ہندو نے اچھوتوں پر اپنے

مندروں کے دروازے کھول دیئے۔ لیکن مسلمان کے لئے اپنے دل کے دروازے کبھی نہ وا کئے۔ آج اسی تعصب تنگ نظری اور حقارت آمیز نفرت کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمان اپنا الگ وطن مانگنے پر مجبور ہوا ہے۔ اور کانگریس یہ سب کچھ دیکھ کر بھی اپنی مصلحتوں کی بنا پر خاموش رہی۔ اگر کانگریسی راہنما ہندو مہاسبھائیوں' جن سنگھی انتہاپسندوں اور اسی قسم کی تحریکوں کو اپنے اثر سے ختم کردیتے اور وہ کر بھی سکتے تھے۔ تو مسلم لیگ کو یہاں پنپنے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی۔ مگر کیا کیا جائے کہ یہ کوڑھ کانگریس کے اندر سے پھوٹا ہے۔ جو بیماری جسم کے اندر سے پیدا ہو اس کا علاج محض باہر کے اثرات کو تبدیل کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ کانگریس نے ہمارے ساتھ بھی نباہ نہ کیا۔ اگر مسلم لیگ سے بگاڑ پیدا کیا تھا تو نیشنلسٹ مسلمان کی بات ہی مان لی ہوتی۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا اور ہوا کیا کہ آج اس قدر قربانیوں کے باوجود دونوں فرنگی کو اپنا ثالث مان رہے ہیں۔ کون فرنگی؟ جو ہندوستان کے لئے کبھی بھی صحت مند اور انصاف پر مبنی فیصلہ ہرگز نہیں دے سکتا۔ اے کاش! کانگریس نے ہم سے نہیں تو مسلم لیگ سے ہی بنائی ہوتی تاکہ آپس میں مل بیٹھ کر کوئی صحیح حل تلاش کرلیا جاتا۔"

رات کافی گذر چکی تھی۔ سحر قریب تھی اور حضرت امیر شریعت بے تکان بولے جارہے تھے۔ کیا مجال کہ ایک متنفس بھی کہیں سے ہلا ہو۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ جیتے جاگتے انسان نہیں بلکہ انسانی شکل و صورت کی مورتیاں پڑی ہوئی ہیں۔ آخر میں حضرت امیر شریعت نے زوردار آواز میں کہا کہ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سنو!

میر جمع ہیں احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

شاہ جی کی پیش گوئی

"یاد رکھو کہ اگر آج تم باہم بیٹھ کر کوئی معاملہ طے کرلیتے تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہوتا۔ تم الگ الگ رہ کر باہم شیر و شکر رہ سکتے تھے۔ مگر تم نے اپنے تنازعہ کا انصاف فرنگی سے مانگا ہے اور وہ تم دونوں کے درمیان کبھی نہ ختم ہونے والا فساد ضرور برپا کر کے جائے گا۔ جس سے تم دونوں قیامت تک چین سے نہیں بیٹھ سکو گے۔ اور آئندہ بھی تمہارا آپس کا کوئی ایسا تنازعہ باہمی گفتگو سے کبھی بھی طے نہیں ہو سکے گا۔ آج انگریز سامراج کے فیصلے سے تم تلواروں اور لاٹھیوں سے لڑو گے تو آنے والے کل کو توپ اور بندوق سے لڑو گے۔ تمہاری اس بلاوائی اور من مانی سے اس برصغیر میں جو تباہی ہوگی' عورت کی جو بے حرمتی ہوگی' اخلاق اور شرافت کی تمام قدریں جس طرح پامال ہوں گی تم اس وقت اس

کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں وحشت و درندگی کا دور دورہ ہو گا' بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہو گا۔ انسانیت اور شرافت کا گلا گھونٹ دیا جائے گا اور کسی کی عزت محفوظ نہیں ہو گی۔ نہ مال' نہ جان' نہ ایمان اور اس سب کا ذمہ دار کون ہو گا؟ تم دونوں! (بہت خوب) لیکن اس وقت تم یہ نہیں دیکھ سکتے۔ تمہاری آنکھوں پر تمہاری اپنی خود غرضی اور ہوس پرستیوں نے پردے ڈال رکھے ہیں اور تم ایک ایسے شخص کی مانند ہو کہ جو عقل رکھتا ہو مگر صحیح سوچنے سے عاری ہو۔ کان ہیں مگر سن نہیں سکتا۔ آنکھیں ہیں مگر بصیرت چھن چکی ہے۔ اس کے سینے میں دل تو دھڑک رہا ہے مگر احساسات سے خالی۔ محض گوشت پوست کا ایک لوتھڑا"۔

ابھی تقریر جاری تھی کہ صبح کی اذان کی آواز کانوں میں پڑی اور حضرت امیر شریعت نے دہلی والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "دہلی والو! سن رکھو! میری یہ باتیں یاد رکھنا۔ حالات بتا رہے ہیں کہ اب زندگی میں جیتے جی پھر کبھی ملاقات نہیں ہو سکے گی۔

اب تو جاتے ہیں مے کدہ سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

حضرات یہ تھے وہ چند حقائق جن کو میں بغیر کسی تمہید کے کہنا چاہتا تھا۔ سو آج میں نے کہہ دیئے۔ اور اب!

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

●●

بقیہ: سالگرہ

مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کی جان مال کو جنت کے بدلے میں خرید رکھا ہے۔ اب یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ ہاں البتہ اگر کسی کو یہ سودا منظور نہ ہو تو دوسری بات ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قیامت میں آدمی کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے جب تک وہ پانچ سوالوں کا جواب نہ دے دے۔

۱۔ عمر کس مشغلہ میں ختم کی؟
۲۔ جوانی کس کام میں خرچ کی؟
۳۔ مال کس طرح کمایا؟
۴۔ اور کس کس مصرف میں خرچ کیا؟
۵۔ اپنے علم پر کیا عمل کیا تھا؟

جس شخص کو یہ فکر ہو کہ آخرت میں ان سوالوں کے جوابات دینے ہیں وہ عمر کے قیمتی سال کے کم ہو جانے پر کس طرح خوشی منا سکتا ہے؟ اس کے علاوہ اسلام اسراف کی قطعاً" اجازت نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ امت کے غریب' مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے کیونکہ مالداروں کو اپنے مال کا حساب دینے میں دیر ہو جائے گی۔ سالگرہ پر خرچ ہونے سے نہ تو اسلام کا کوئی فائدہ ہے نہ غریبوں کا بھلا۔ کیونکہ ایک حدیث کے مفہوم کے مطابق "بدترین کھانا دعوت ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں غریب اور مستحق شامل نہ ہوں اور مالدار بلائے جائیں۔"

سالگرہ کا ایک بڑا مقصد نمود و نمائش ہوتا ہے۔ جبکہ اسلام ہمیں سادگی کی تلقین کرتا ہے اس کے نتیجہ میں غریب میں احساس محرومی اور امیر میں احساس برتری بڑھتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسی محفلوں میں راگ رنگ' ویڈیو فلم اور دیگر تصاویر سازی غیر شرعی اور ناجائز و حرام امور کا ارتکاب ہوتا ہے ان امور کی حرمت کے ضمن میں مفصل فتاویٰ اور واضح دلائل موجود ہیں جو یہاں طوالت کے خوف سے نہیں نقل کئے جا سکتے۔

○

اختلاف کی نحوست

"امام بیہقی نے بروایت ابن اسحٰق نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (سقیفہ بنی ساعدہ کے دن) یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ بات تو کسی طرح درست نہیں کہ مسلمانوں کے دو امیر ہوں' کیونکہ جب کبھی ایسا ہو گا ان کے احکام و معاملات میں اختلاف رونما ہو جائے گا' ان کی جماعت تفرقہ کا شکار ہو جائے گی اور ان کے درمیان جھگڑے پیدا ہو جائیں گے' اس وقت سنت ترک کر دی جائے گی' بدعت ظاہر ہو گی اور عظیم فتنہ برپا ہو گا اور اس حالت میں کسی کے لیے بھی خیر و صلاح نہیں ہو گی"۔

علماء اور حکام

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک جماعت ہو گی جو دین کا قانون خوب حاصل کر لے گی اور قرآن بھی پڑھے گی' پھر وہ کہیں گے آؤ ہم ان حاکموں کے پاس جا کر ان کی دنیا میں حصہ لگائیں اور اپنا دین ان سے الگ رکھیں لیکن ایسا نہیں ہو سکتا جیسے کہ کانٹے دار درخت سے سوائے کانٹوں کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا اسی طرح ان حکام کے پاس جا کر بھی گناہوں کے سوا کچھ نہیں ملے گا"۔

○

- پاکستان کے اسلامی تشخص کے خلاف عالمی سازشوں
- قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی جارحیت
- امریکہ کی طرف سے توہین رسالتؐ کی سزا ختم کرنے اور
- قادیانیوں کو مسلمان تسلیم کرنے کے مطالبہ
- اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دینے کی تجویز۔ اور
- حکومتِ پاکستان کی قادیانیت نواز پالیسی کے خلاف

کل جماعتی مرکزی مجلس تحفظ ختمِ نبوۃ پاکستان کے زیر اہتمام

قومی ختم نبوّت کنونشن

بتاریخ ۱۶ مئی بروز جمعرات ۲ بجے دن

بمقام فلیٹیز ہوٹل لاہور

زیر صدارت

حضرت مولانا **خواجہ خان محمد** صاحب سجادہ نشین کندیاں شریف صدر کل جماعتی مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان

تمام مکاتبِ فکر کے سرکردہ علماء کرام اور زعماء قوم خطاب کریں گے اور تحریک ختم نبوۃ کے منظم پروگرام کا اعلان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

منجانب

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری (کنوینر)، مولانا زاہد الراشدی، مولانا سید امیر حسین گیلانی، قاری عبدالحمید قادری، ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی، پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی، صاحبزادہ عارف سلمان رودیڑی، مولانا نعیم اللہ فاروقی، علامہ علی غضنفر کراروی، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالمالک واراکین مرکزی رابطہ کمیٹی،

رابطہ کے لیے } دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ مسجد عائشہؓ حسین سٹریٹ مسلم ٹاؤن لاہور فون: ۵۸۶۲۴۴۴

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ'

امت کے وفود آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

مورخین اور مصنفین کو خدا معاف کرے' مقدس سے مقدس مقامات اور افضل سے افضل اوقات میں بھی یہ تاریخی ذوق اور طرز فکر ان کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور وہ چند لمحات کے لئے بھی اس سے آزاد نہیں ہوپاتے' وہ جہاں بھی ہوتے ہیں اپنے علم و مطالعہ کی فضا میں سانس لیتے ہیں۔ اور حال کا رشتہ ہمیشہ ماضی سے جوڑنا چاہتے ہیں' مناظر کو دیکھ کر ان کا ذہن بہت جلد اس تاریخی منظر کی تلاش میں نکل جاتا ہے' جس کے نتیجہ میں ان مناظر کا وجود اور نمود ہے۔

میں کل مسجد نبوی میں روضہ جنت میں بیٹھا ہوا تھا میرے چاروں طرف نمازیوں اور عبادت گزاروں کا کثیر مجمع تھا' ان میں کچھ لوگ سجدے میں تھے' اور کچھ رکوع میں تلاوت قرآن کی آوازیں فضا میں اس طرح گونج رہی تھیں جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے چھتے میں بھنبھنا رہی ہوں۔ اس وقت کا سماں کچھ ایسا تھا کہ مجھے تاریخ اور تاریخی شخصیات کو تھوڑی دیر کے لئے فراموش کردینا چاہئے تھا لیکن تاریخ کی قدیم یادیں بادلوں کی طرح میرے دل و دماغ پر چھا گئیں اور میرا ان پر کوئی زور نہ چل سکا۔

مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اس امت کی بعض نامور شخصیتوں اور رہنماؤں کو ایک نئی زندگی عطا کی گئی ہے اور وہ وفود کی شکل میں یکے بعد دیگرے بارگاہ نبوی میں حاضر ہورہے ہیں اور اسی عظیم مسجد میں فریضہ نماز ادا کرنے کے بعد اسی عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ سلام اور خراج عقیدت و محبت پیش کررہے ہیں اور اس کے احسان کا اعتراف کررہے ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ مختلف زبانوں مقامات اور طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' سب یک زبان ہو کر اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ آپ ہی وہ نبی ہیں جنھوں نے اللہ کے حکم سے ان کو ظلمت سے روشنی کی طرف تیرہ بختی سے خوش بختی کی طرف مخلوق کی عبادت سے خدائے واحد کی عبادت کی طرف اور مذاہب کے ظلم و استبداد سے اسلام کے عدل و انصاف کی طرف اور دنیا کی تنگی سے اس کی کشادگی کی طرف منتقل کیا وہ اعتراف کررہے ہیں کہ وہ اسلام ہی کی پیداوار ہیں اور ان کا سارا وجود اور زندگی نبوت کی مرہون منت ہے اگر خدانخواستہ ان سے وہ سب واپس لے لیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس نبی کے ذریعہ عطا کیا تھا اور نبوت کے وہ رتبے ان سے چھین لئے جائیں جنھوں نے دنیا میں ان کو عزت و سرفرازی بخشی تھی تو ان کی حیثیت ایک بے روح اور بے جان ڈھانچے اور چند مبہم اور بے مقصد خطوط و اشکال سے زیادہ نہ رہ جائے گی اور وہ تاریخ کے اس تاریک ترین عہد کی طرف واپس چلے جائیں گے جہاں جنگل کے قانون اور ظلم و استبداد کا دور دورہ تھا اور موجودہ تہذیب و تمدن کا ——— نام و نشان تک مٹ جائے گا۔

اچانک میری نگاہ ایک طرف اٹھ گئی' میں نے دیکھا کہ باب جبریل سے ایک جماعت داخل ہورہی ہے' سکون و وقار میں ڈوبے ہوئے لوگ' ان کی پیشانی سے علم کا نور اور ذہانت کا وفور صاف عیاں تھا' وہ باب الرحمہ اور باب جبرئیل کے درمیانی حصوں میں پھیل گئے۔ وہ اتنی بڑی تعداد میں تھے کہ ان کے شمار کا کوئی سوال نہ تھا میں نے دربان سے پوچھا کہ:

یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا: اس امت کے امام اور رہنما انسانیت کے محسن اور نوع انسانی کے ممتاز اور قابل فخر نمونے ہیں ان میں سے ہر ایک پوری قوم کا امام پورے کتب خانہ اور مکتب فکر کا بانی اور موسس' پوری نسل کا مربی اور مستقل علوم و فنون کا موجد ہے' ان کے لازوال آثار اور لافانی شاہکار اور نمونے آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں ان کے علم و اجتہاد اور تحقیق کی روشنی میں کئی کئی نسلوں نے سفر زندگی طے کیا ہے۔ اس نے عجلت کے ساتھ چند ہستیوں کے نام بھی مجھے بتادیئے امام مالک' امام ابو حنیفہ' امام شافعی' امام احمد بن حنبل' لیث بن سعد مصری' امام اوزاعی' امام بخاری' امام مسلم تقی الدین بن تیمیہ' ابن قدامہ ابو اسحاق الشاطبی' کمال بن ہمام' شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اگرچہ ان شخصیتوں میں اپنے زمانہ اور اپنے ملک و وطن اور اپنی علمی و دینی حیثیتوں اور مراتب کا بڑا فرق تھا لیکن ان سب نے اس موقع پر بارگاہ نبوی میں خراج عقیدت پیش کیا اور اشک ندامت نذر کئے۔

میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے انہوں نے تحیۃ المسجد کا دوگانہ بہت خشوع و خضوع اور حضوری قلب کے ساتھ ادا کیا پھر بہت آداب اور تواضع کے ساتھ مرقد مبارک کی طرف بڑھے اور بہت نپے تلے' مختصر معانی سے لبریز' نکھرے اور پر مغز

کلمات کے ساتھ سلام پیش کیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی آواز اس وقت بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے' ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور آواز میں رقت' وہ کہہ رہے تھے۔

"یارسول اللہ ! اگر آپ ﷺ کی لازوال' وسیع اور جامع' عادلانہ اور کشادہ شریعت نہ ہوتی اور اس کے وہ اصول نہ ہوتے جن سے انسانی ذہن اور انسانی صلاحیت نے نئے نئے گل بوٹے پیدا کئے اور دنیا کا دامن بیش قیمت اصولوں اور عطرو پھولوں سے بھر دیا اور اس کا وہ حکیمانہ اور معجزانہ نظام نہ ہوتا جس نے انسانی فکر و تدبر اور اخذ و استنباط کی صلاحیت کو پیدا کر دیا اور اگر وہ انسانیت کی ایک اہم ضرورت نہ ہوتی تو نہ اس عظیم فقہ کا کوئی وجود ہوتا نہ یہ عظیم اسلامی قانون وجود میں آتا جس سے اس وقت دیگر اقوام کا دامن خالی ہے' نہ اتنا بڑا اسلامی کتب خانہ پیدا ہوتا' جس کے سامنے دنیا کا سارا مذہبی لٹریچر ہیچ ہے۔ اگر علم کی اشاعت اور خدا کی نشانیوں اور اس کی قدرت کاملہ میں غور و فکر اور عقل سے کام لینے کی آپ ﷺ نے ایسی پر زور دعوت نہ دی ہوتی تو یہ شجر علم زیادہ دنوں تک برگ و بار نہ لاسکتا اور نہ اس کا سایہ تمام دنیا پر ایسا محیط ہوتا جیسا کہ آج نظر آرہا ہے' عقل انسانی پہلے کی طرح پابہ زنجیر ہوتی اور دنیا روشنی سے محروم"

میں اس جماعت کو جی بھر کر دیکھ نہ سکا تھا کہ میری نظر ایک دوسرے گروہ پر پڑی جو باب الرحمہ سے ہو کر اندر کی طرف بڑھ رہا تھا صلاح و تقویٰ اور زہد و عبادات کے آثار ان کے چہروں سے صاف ظاہر تھے مجھے بتایا گیا کہ اس جماعت میں حسن بصریؒ' عمر بن عبدالعزیزؒ' سفیان ثوریؒ' فضیل بن عیاضؒ' داؤد الطائیؒ' ابن السماکؒ' شیخ عبدالقادر جیلانیؒ' نظام الدین اولیاءؒ اور عبدالوہاب المتقی جیسے حضرات بھی رونق بخش ہیں جنھوں نے اپنے قابل رشک پیشرووں کی یاد تازہ کر دی' نماز کے بعد یہ لوگ بھی قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہوئے اور اپنے نبی اور پیشوا اور سب سے بڑے معلم اور رہنما کو درود و سلام کا تحفہ پیش کرنے لگے۔ وہ کہہ رہے تھے۔

"یارسول اللہ! اگر ہمارے سامنے وہ عملی مثال نہ ہوتی جو آپؐ نے پیش فرمائی تھی اور وہ مینارہ نور نہ ہوتا جس کو آپ ﷺ نے بعد کے آنے والوں کے لئے قائم فرمایا تھا اگر آپ کا یہ قول نہ ہوتا کہ اے اللہ ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے" اگر آپؐ کی یہ وصیت نہ ہوتی کہ دنیا میں اس طرح زندگی گزارو جس طرح کوئی مسافر یا راہی زندگی گزارتا ہے۔ اگر زندگی کا وہ طرز نہ ہوتا جس کا ذکر حضرت عائشہؓ نے اس طرح کیا ہے کہ: ایک چاند کے بعد دوسرا چاند اور دوسرے کے بعد تیسرا چاند نکل آتا تھا اور آپؐ کے گھر میں آگ نہ جلتی تھی نہ چولھے پر دیگچی چڑھانے کی نوبت آتی تھی۔" تو ہم دنیا پر اس طرح آخرت کو ترجیح نہ دے سکتے اور نہ ہم محض گزارہ پر بسر کر سکتے اور نہ قناعت کو اپنی زندگی کا شعار بنا سکتے نہ ہم نفس کی ترغیبات پر قابو پاسکتے' اور دنیا کے حسن و جمال اور اس کی رعنائی و زیبائی اور عہدہ و منصب کی طاقت اور کشش کا اس طرح مقابلہ کر سکتے۔"

ان کے حکیمانہ الفاظ پوری طرح میرے دل و دماغ میں پیوست بھی نہ ہوئے تھے کہ میری نظر ایک اور گروہ پر پڑی جو باب النساء سے بہت لحاظ اور ادب کے ساتھ گزر رہا تھا ظاہری آرائش اور آزادی کے ان مناظر سے جو اسلامی اصول و آداب کے منافی ہیں یہ گروہ بالکل محفوظ اور خالی تھا یہ مختلف قوموں اور دور دراز ملکوں کی صالح عبادت گزار اور عفیف خواتین تھیں جو عرب و عجم اور مشرق و مغرب کے مختلف خطوں سے تعلق رکھتی تھیں بہت دبی زبان میں اور پورا ادب و احترام ملحوظ رکھتے ہوئے وہ اپنے جذبات تشکر و عقیدت کا اظہار اس طرح کر رہی تھیں:

"ہم آپؐ پر درود و سلام بھیجتی ہیں' یارسول اللہ! ایسے طبقہ کا درود و سلام جس پر آپؐ کا بہت بڑا احسان ہے۔ آپ ﷺ نے ہم کو خدا کی مدد سے جاہلیت کی بیڑیوں اور بندشوں جاہلی عادات و روایات سوسائٹی کے ظلم اور مردوں کی زور دستی اور زیادتی سے نجات بخشی' لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کے رواج کو ختم کیا ماؤں کی نافرمانی پر وعید سنائی۔ آپؐ نے وراثت میں ہم کو شریک کیا اور اس ماں بہن بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے ہم کو حصہ دلایا۔ یوم عرفہ کے مشہور تاریخی خطبہ میں بھی آپؐ نے ہمیں فراموش نہیں کیا اور کہا کہ عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کے نام کے واسطہ سے حاصل کیا ہے۔ تو اس کے علاوہ مختلف مواقع پر آپؐ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک ادائے حقوق اور بہتر معاشرت کی ترغیب دی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے طبقہ کی طرف سے وہ بہتر سے بہتر جزا دے جو انبیاء و مرسلین اور اللہ کے نیک اور صالح بندوں کو دی جاسکتی ہے۔"

یہ نرم آوازیں میرے کانوں میں گونج رہی تھیں کہ ایک اور جماعت نظر آئی جو باب السلام کی طرف سے آرہی تھی۔ میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ وہ علوم و فنون کے موجد اور مرتب ائمہ نحو و لغت و بلاغت کی جماعت تھی اس میں ابوالاسود الدعائی خلیل بن احمد سیبویہ' کسائی' ابوعلی الفارسی' عبدالقاہر الجرجانی' السکاکی' مجدالدین فیروز آبادی' سید مرتضیٰ بلگرامی ------ بھی تھے' جو اپنے علوم کا سلام پیش کر رہے تھے۔ اور اپنی شہرت اور مرتبہ علمی کا خراج ادا کرنے آئے تھے میں نے دیکھا وہ بہت بلیغ اور ادبی الفاظ میں اس طرح گویا ہیں:

یارسول اللہ! اگر آپ نہ ہوتے اور یہ مقدس کتاب نہ ہوتی جو آپؐ پر نازل ہوئی اگر آپؐ کی احادیث نہ ہوتیں اور یہ شریعت نہ ہوتی جس کے سامنے ساری دنیا نے سر تسلیم خم کر دیا تھا' اور وہ اس کی وجہ سے عربی زبان سیکھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے میں مجبور تھی تو پھر یہ علوم بھی نہ

ہوتے جن میں آج ہم کو امامت و قیادت کا شرف حاصل ہے' نحو' بیان اور بلاغت ان میں سے کسی چیز کا بھی وجود نہ ہوتا' نہ بڑی بڑی معاجم اور لغات نظر آتیں' نہ عربی زبان کے مفردات میں یہ نکتہ آفرینیاں اور دقیقہ سنجیاں ہوتیں' نہ ہم اس راستہ میں اتنی زبردست اور طویل جدوجہد کے لئے تیار ہوتے' (جس کے یہاں زبانوں اور بولیوں کی کوئی کمی نہ تھی) عربی سیکھنے اور اس پر عبور حاصل کرنے کی کوئی خواہش نہ ہوتی اور نہ ان میں وہ مصنفین اور اہل قلم پیدا ہوتے جن کی ادبیت و زبان دانی کا اہل زبان نے بھی لوہا مان لیا' یارسول اللہؐ! آپ ہی ہمارے درمیان اور اسلام میں پیدا ہونے والے ان علوم کے درمیان واسطہ اور رابطہ تھے جو آپ کی بعثت کے بعد وجود میں آئے' درحقیقت صرف آپ ہی عرب و عجم میں رابطہ کا ذریعہ ہیں آپ ہی کی ذات ہے جس نے اس درمیانی خلاء کو پر کیا اور عرب و عجم اور مشرق و مغرب کو گلے ملا دیا۔ اور شیر و شکر بنا دیا۔ آپ کا کتنا احسان ہے' ہماری اس ذہانت' طباعی اور تبحر علمی پر اور آپ کا کتنا کرم ہے علم کی اس دولت پر' انسانی عقل کی زرخیزی پر' اور قلم کی گلکاری پر' یارسول اللہؐ! اگر آپ نہ ہوتے تو یہ عربی زبان بہت سی اور زبانوں کی طرح صفحہ ہستی سے ناپید ہو جاتی' اگر قرآن مجید کا غیر فانی صحیفہ اس کا پاسبان نہ ہوتا تو اس میں اتنا تغیر و تبدل ہو جاتا کہ اس کی صورت ہی مسخ ہو جاتی' اور وہ ایک نئی زبان بن جاتی' جیسا کہ بکثرت دوسری زبانوں کے ساتھ ہوا ہے' عجمی الفاظ اور مقامی زبانیں اس کو جذب کر لیتیں' اور اس کی صحت اور اصلیت یکسر ختم ہو جاتی' یہ آپؐ کے وجود مبارک' شریعت اسلامی' اور اس کتاب مقدس کا فیض ہے جس نے اس زبان کو فنا کی دستبرد سے محفوظ رکھا ہے اور عالم اسلام کے لئے اس کی عزت و محبت واجب کر دی ہے اور ہر مسلمان کے دل کو اس کا اسیر محبت بنا دیا ہے۔ آپؐ ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس زبان کو دوام بخشا اور اس کی بقاء و ترقی کی ضمانت لی' اس لئے ہر اس شخص پر جو اس زبان میں بات کرتا ہے یا لکھتا ہے اس کی وجہ سے کوئی بلند مرتبہ حاصل کرتا ہے یا اس کی دعوت دیتا ہے آپؐ کا احسان ہے اور وہ اس احسان کا کبھی منکر یا اس سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔"

میں ان کے اس تشکر و اعتراف اور اظہار حقیقت کو غور سے سن رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ "باب عبدالعزیز" پر جا کر ٹھہر گئی۔ اس دروازے سے ایک ایسا گروہ داخل ہو رہا تھا' جس پر مختلف قوموں اور مختلف ملکوں کے رنگ نمایاں تھے' اس میں دنیا کے بڑے بڑے سلاطین اور تاریخ کے ممتاز ترین بادشاہ اور فرمانروا شامل تھے' ہارون رشید' ولید بن عبدالملک' ملک شاہ سلجوقی' صلاح الدین ایوبی' محمود غزنوی' ظاہر بیبرس' سلیمان اعظم' اور اورنگ زیب عالمگیر بھی اس گروہ میں شامل تھے' انہوں نے اردلیوں اور چوبداروں کو دروازہ کے باہر ہی چھوڑ دیا تھا' اور نظریں جھکائے ہوئے تواضع و انکسار کا مجسمہ بنے ہوئے بہت آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ میری نظر کے سامنے ان سب کی شخصیتیں اور کارنامے ابھرنے لگے' میری آنکھوں میں اس طویل و عریض دنیا کا نقشہ پھر گیا جس پر ان کا سکہ چلتا' ان کا ڈنکا بجتا تھا' ان کی بادشاہی اور فرمانروائی کی تصویر یکایک میرے سامنے آگئی جو ان کو دنیا کی بڑی بڑی قوموں' طاقتور سلطنتوں اور جابر بادشاہوں پر حاصل تھی (ان میں وہ ہستی بھی تھی جس نے بادل کے ایک ٹکڑے کو دیکھ کر یہ تاریخی جملہ کہا تھا "تو جہاں چاہے جا کے برس تیرا خراج آخرکار میرے ہی خزانہ میں آئے گا" وہ شخص بھی تھا جس کی سلطنت کی وسعت کا عالم یہ تھا کہ اگر سب سے تیز رفتار گھوڑے سوار سلطنت کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جانا چاہتا تو یہ ۱۵ ماہ سے کم میں ناممکن تھا۔ ان میں وہ فرماں روا بھی تھے جو نصف کرہ ارضی پر حکومت کرتے تھے اور بڑے بڑے بادشاہ ان کو خراج پیش کرنے پر مجبور تھے ایسے فرمانروا بھی تھے جن کی ہیبت سے سارا یورپ لرزہ براندام تھا' اور جن کے زمانہ میں مسلمانوں کو عزت کا یہ مقام حاصل تھا کہ وہ جب یورپ کے ملکوں میں جاتے تھے تو ان کے دین کے احترام اور ان کے غلبہ و سطوت کے اثر سے گرجوں کے گھنٹے بجنا بند ہو جاتے تھے۔

غرض اسی طرح کے نہ جانے کتنے بادشاہ اور فرمانروا اس مجمع میں موجود تھے' وہ مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کے لئے آگے کی طرف بڑھ رہے تھے اور حضورؐ کو درود و سلام کا ہدیہ پیش کرنا چاہتے تھے اور اس کو اپنے لئے سب سے بڑا شرف و اعزاز اور سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے' اور تمنا کرتے تھے کہ کاش ان کی یہ نماز اور یہ درود و سلام قبول ہو' میں نے دیکھا کہ وہ لرزتے ہوئے قدموں کے ساتھ آہستہ آہستہ آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں' ان کے دلوں پر ہیبت طاری تھی' یہاں تک کہ وہ "صفہ" کے نزدیک پہنچ گئے جو فقراء صحابہ کا مسکن اور جائے قیام تھا' وہ تھوڑی دیر کے لئے وہاں رک گئے اور عزت و احترام اور شرم و حیا کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اس جگہ کو دیکھنے لگے جو کبھی ان فقراء و مساکین کا ٹھکانہ تھا جن کے قدموں کی خاک کو یہ اپنی آنکھ کا سرمہ بنانے کو تیار ہیں' اس کے قریب ہی انہوں نے تحیۃ المسجد کے طور پر دو رکعتیں پڑھیں اور قبر مبارک کی طرف بڑھے' اور پھر ان کی محبت و عقیدت جذبات و احساسات اور علم و ایمان نے جو کچھ کہلوایا وہ انہوں نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا' لیکن شریعت کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے اور توحید خالص کو پیش نظر رکھ کر۔ میں نے سنا وہ کہہ رہے تھے:

"اے خدا کے رسولؐ! اگر آپ نہ ہوتے اور آپؐ کا یہ جہاد اور یہ دعوت نہ ہوتی جو دنیا کی گوشہ گوشہ میں پھیل گئی اور جس نے بڑے بڑے ملکوں کو فتح کر لیا۔ اور اگر آپ کا یہ دین نہ ہوتا' جس پر ایمان لانے کے بعد ہمارے آباء و اجداد گوشہ عزلت اور قعر ذلت سے نکل کر عزت و سربلندی' بلند

جتنی و حوصلہ مندی کی وسیع زندگی میں داخل ہوئے پھر اس کے نتیجہ میں انہوں نے بڑی بڑی سلطنتیں قائم کیں دور دراز ملکوں کو فتح کیا اور ان قوموں سے خراج وصول کیا جو کسی زمانہ میں ان کو اپنی لاٹھی سے ہانکتی تھیں اور بھیڑ بکریوں کے گلہ کی طرح ان کی پاسبانی اور حفاظت کرتی تھیں۔ اگر جاہلیت سے اسلام کی طرف اور گوشہ گمنامی اور تنگ و محدود قبائلی زندگی سے تسخیر عالم کی طرف یہ مبارک سفر نہ ہوتا جو آپ کی برکت انجام پذیر ہوا تو دنیا میں کسی جگہ بھی ہمارا جھنڈا سربلند نہ ہوتا اور نہ ہماری کہانی کسی جگہ سنائی جاتی ہم اس طرح بے آب و گیاہ خشک و ویران صحراؤں اور حقیر وادیوں میں دست و گریبان رہتے' جو طاقتور ہوتا وہ کمزور پر ظلم کرتا بڑا چھوٹے پر زیادتی کرتا' ہماری غذا بہت ہی حقیر اور معیار زندگی اتنا پست تھا کہ اس سے زیادہ پست کا تصور مشکل ہے۔ ہم اس گاؤں یا اپنے محدود قبیلہ سے آگے بڑھ کر کچھ سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے جس میں ہماری ساری زندگی اور ساری جدوجہد محصور تھی' ہماری مثال تالاب کی مچھلیوں اور کنویں کے مینڈکوں کی سی تھی ہم اپنے محدود تجربوں کے جال میں گرفتار تھے اور اپنے جاہل اور بے عقل آباؤ اجداد کے گن گاتے تھے۔

یارسول اللہ! آپ نے ہم کو اپنے دین کی ایسی روشنی عطا کی کہ ہماری آنکھیں کھل گئیں خیال میں وسعت پیدا ہوئی' نظر کو جلا ہوئی اس کے بعد ہم اس وسیع اور جامع دین اور اس روحانی رشتہ اور رابطہ کو لے کر خدا کی وسیع اور کشادہ زمین میں پھیل گئے ہماری مردہ خوابیدہ صلاحیتیں بیدار ہوئیں اور ہم نے ان صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے شرک و بت پرستی اور ظلم و جہالت کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا اور ہمارے بھائی صدیوں تک آرام اور فائدہ اٹھاتے رہے۔ آج ہم آپ کی خدمت میں غلامانہ نذر عقیدت پیش کرنے آئے ہیں اور اپنے جذبہ محبت اور عزت و احترام کا خراج یا ٹیکس اپنی خوشی و مرضی سے ادا کر رہے ہیں' اور اس کو اپنے لئے باعث فخر اور وسیلہ نجات سمجھتے ہیں' ہمیں پورا اعتراف ہے کہ اس دین کے احکام و قوانین کے نفاذ کے سلسلہ میں (جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو سرفراز کیا تھا) ہم سے یقیناً" بڑی کوتاہی ہوئی' ہم اللہ سے استغفار کرتے ہیں' بے شک وہ بہت معاف کرنے والا ہے اور رحیم ہے۔"

میں ان بادشاہوں کی طرف متوجہ تھا میری نظریں ان کے خاموش اور باادب چہروں پر مرکوز تھیں' میرے کان ان کے پر خلوص نیاز مندانہ الفاظ پر لگے ہوئے تھے جو اس سے قبل میں نے ان سے کسی موقع پر نہیں سنے تھے کہ ایک اور جماعت داخل ہوئی اور ان بادشاہوں اور فرمانرواؤں کی پرواہ کئے بغیر ان کی صفوں سے ہوتی ہوئی سامنے آگئی۔ ایسا

معلوم ہوتا تھا کہ ان بادشاہوں کے رعب و دبدبہ اور قوت و اقتدار کا ان پر کوئی اثر نہیں ہے' میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا تو یہ شاعر ہیں یا انقلابی' یہ اندازہ غلط نہ تھا اس لئے کہ یہ جماعت ان دونوں گروہوں پر مشتمل تھی' اس میں سید جمال الدین افغانی' امیر سعید حلیم' مولانا محمد علی جوہر' شیخ حسن البناء کے پہلو بہ پہلو ترکی کے مشہور شاعر محمد عاکف اور ہندوستان کے ڈاکٹر محمد اقبال بھی موجود تھے' ترجمانی کے لئے ان لوگوں نے آخر الذکر کا انتخاب کیا اور لائق ترجمان نے ان الفاظ میں اپنے جذبات عقیدت کا اظہار کیا:

"خواجہ کونین سالار بدر و حنین یا رسول اللہ! میں آپ سے اس قوم کی شکایت کرنے آیا ہوں جو آج بھی آپ کے خوان نعمت کی ریزہ چیں ہے اور آپ کے سایہ رحمت کے سوا اس کو کہیں پناہ نہیں ملتی اور آپ ہی کے لگائے ہوئے باغ کے پھل کھا رہی ہے وہ ان ملکوں میں جن کو آپ نے قفس استبداد سے آزاد کرایا تھا' اور سورج کی روشنی اور کھلی ہوا عطا کی تھی وہ آج آزادی کے ساتھ اور اپنی مرضی کے مطابق حکومت کر رہی ہے لیکن یہی قوم آج اسی بنیاد کو اکھاڑ رہی ہے جس پر اس عظیم امت کے وجود کا دار و مدار ہے اس کے رہنما و لیڈر آج یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس امت واحدہ کو کثیر التعداد قومیتوں میں تقسیم کر دیں وہ اسی چیز کو زندہ کرنا چاہتے ہیں جس کو آپ نے ختم کیا تھا اسی چیز کو بگاڑ رہے ہیں جس کو آپ نے بنایا تھا وہ اس امت کو عہد جاہلیت کی طرف دوبارہ واپس لے جانا چاہتے ہیں جس سے آپ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکالا تھا۔ اور اس معاملہ میں یورپ کی تقلید کر رہے ہیں جو خود زبردست ذہنی افلاس اور انتشار و بے یقینی کا شکار ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری سے تبدیل کر کے اپنی قوم کو تباہی کے گھر کی طرف لے جانا چاہتے ہیں "چراغ مصطفوی" اور "شرار بولہبی" کی معرکہ آرائی آج پھر قائم ہے' بدقسمتی سے ابولہب کے کیمپ کی طرف وہ لوگ نظر آ رہے ہیں جو اسلام کی طرف اپنا انتساب کرتے ہیں اور عربی زبان بولتے ہیں۔ وہ آج اپنے جاہلی کارناموں اور اصنام پر فخر کرنے لگے ہیں جن کو آپ نے پاش پاش کر دیا تھا۔ یہ لوگ ان تاجروں میں ہیں جو سودا خریدتے وقت تو زیادہ لینا چاہتے ہیں' اور بیچتے وقت کم دیتے ہیں۔ آپ سے انہوں نے ہر چیز حاصل کی اور طرح کی قوت و عزت سے بہرہ مند ہوئے' اب وہ ان قوموں کے ساتھ جن کے وہ حاکم اور نگران ہیں یہ سلوک کر رہے ہیں کہ ان کو بالجبر یورپ کے قدموں میں ڈال دینا چاہتے ہیں اور اس کو جاہلی فلسفوں نیشنلزم کیمونزم کے حوالہ کر رہے ہیں۔

آپ نے جن بتوں سے کعبہ کو پاک کیا تھا وہ آج مسلمان قوموں کے سروں پر نئے نئے ناموں اور نئے نئے لباسوں میں پھر مسلط کئے جا رہے ہیں۔ مجھے عالم عربی کے بعض حصوں میں جن کو آپ کا مرکز اور قلعہ ہونا چاہئے تھا۔ عام بغاوت نظر آ رہی ہے اور کوئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہیں جو اس کے سامنے مردانہ وار میدان میں آئے اور اس آگ کو بجھائے۔

میری طرف سے اور میرے تمام ساتھیوں کی طرف سے' جن کی نمائندگی اور ترجمانی کا فخر مجھے حاصل ہوا دل کی گہرائیوں سے نکلنے والے اور عقیدت و احترام کے جذبات میں ڈوبے ہوئے سلام کا تحفہ قبول ہو' میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ہم ان تمام لیڈروں اور رہنماؤں سے بری اور بیزار ہیں جنہوں نے اپنا رخ اسلام کے قبلہ کی طرف سے پھیر کر مغرب کی طرف کر لیا ہے' یہ وہ لوگ ہیں جنہیں آپ سے اور آپ کے دین سے کوئی تعلق باقی نہیں رہ گیا ہم آپ کی وفاداری اور اطاعت شعاری کا پھر اعلان کرتے ہیں اور جب تک زندگی ہے اسلام کی رسی کو ان شاء اللہ مضبوطی سے پکڑے رہیں گے!"

یہ بلیغ اور ایمان و یقین سے لبریز الفاظ ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ مسجد نبوی کے میناروں سے اذان کی دلنواز صدا بلند ہوئی' اللہ اکبر' اللہ اکبر' میں یکبارگی ہوشیار ہو گیا اور تخیلات کا یہ حسین سلسلہ جو تاریخ کے سہارے قائم ہوا تھا ٹوٹ گیا' اور میں نے کہا۔

موذن مرحبا بروقت بولا
تری آواز مکے اور مدینے

میں اب پھر اسی دنیا میں واپس آ گیا تھا جہاں سے چلا تھا' کچھ لوگ نماز میں مشغول تھے اور کچھ تلاوت کر رہے تھے' عالم اسلام کے مختلف وفود اور جماعتیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کر رہی تھیں' زبانوں اور لہجوں کے اختلاف کے ساتھ جذبات و تاثرات کے اتحاد نے ایک عجیب سماں پیدا کر دیا تھا۔

○

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح
اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
ستار جیولرز
آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر: ۲۴۳۵۰۸۰

سیدہ وحیدہ مقصود

سالگرہ

ایک بے جواز رسم

ضروری نہیں کہ مغرب جو بھی کام کرے وہ عقل و فہم کے مطابق ہو' مغرب کی اکثر رسومات حماقت سے بھرپور ہوتی ہیں جن میں سالگرہ سرفہرست ہے۔ اسے مغرب کی طرف منسوب کرنے کا سب سے بڑا ثبوت انگریزی زبان کے وہ الفاظ ہیں (جنہیں ادا کئے بغیر تقریب مکمل نہیں ہوسکتی)

"HAPPY BIRTH DAY TO YOU" ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔" کوئی بھی "ہیپی سالگرہ' سالگرہ مبارک" یا اس قسم کے دیگر الفاظ نہیں کہتا۔ ویسے بھی یہ وبا ہمارے ہاں غیر ملکیوں کی آمد سے پہلے بالکل ناپید تھی بلکہ جب انگریز نے برصغیر کے عوام کے ذہنوں میں اپنی محکومی کا اچھی طرح سکہ جمالیا تو اس کے بعد ہی اس کے غلام ذہنوں نے اسے اپنایا۔ سب سے پہلے ہم اس کا عقلی طور پر جائزہ لیتے ہیں۔

سالگرہ کا عقلی جائزہ

۱ .... سالگرہ ہمیشہ سال کے اختتام پر منائی جاتی ہے نہ کہ سال کے شروع میں یعنی اگر کسی کی تاریخ پیدائش یکم جنوری ہے تو وہ اپنی سالگرہ یکم جنوری کو ہی منائے گا۔ دو جنوری کو نہیں اب ذرا آپ سوچئے کہ عمر کا ایک سال کم ہوجانے پر خوشی کا منانا کون سی عقل مندی ہے؟

۲ .... جس کی سالگرہ منائی جاتی ہے وہ اپنی عمر کے سالوں کی تعداد کے برابر موم بتیاں کیک پر روشن کرتا ہے اور پھر ان تمام موم بتیوں کو پھونک مار کر بجھاتا ہے اور تمام حاضرین تالیاں بجاتے ہیں۔ تالیاں صرف دو موقعوں پر بجائی جاتی ہیں ایک خوشی کے موقعہ پر یعنی کسی کے کسی کارنامے پر داد دیتے ہوئے۔ دوسرے کسی کی حماقت پر اس کا مذاق اڑاتے ہوئے۔ اب یہاں ایک شخص اپنی زندگی کے قیمتی سالوں کی شمعیں خود ہی پھونک مار کر بجھا رہا ہے۔ تو یہ نہ تو خوشی کا موقع ہے نہ اس شخص کا کوئی کارنامہ ہے۔ اس لئے یہ تالیاں صرف اس شخص کی حماقت پر اس کا مذاق اڑانے کے لئے ہی بجائی جاتی ہیں۔ اب ذرا غور فرمایئے غیر مسلموں کا شعار ہے۔

۳ .... سالگرہ پر عمر کا ایک سال کم ہوتا ہے نہ کہ عمر ایک سال زیادہ ہوتی ہے۔

اسلام کی رو سے سالگرہ کا جائزہ

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی امت کو ایک عظیم مقصد کے لئے اس دنیا میں مبعوث کیا گیا ہے۔ دنیا کی مثال ایسی ہے کہ ایک بادشاہ چند لوگوں کو اپنے خزانے میں یہ کہہ کر داخل کرے کہ میں کسی بھی وقت تمہیں باہر نکال دوں گا اس وقت جس کے پاس جو چیز ہوگی وہ اسی کی ملکیت قرار دی جائے گی۔ اندر ایک طرف سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف ہیرے جواہرات پڑے ہیں۔ کہیں اعلیٰ کھانے ہیں اور کہیں نرم نرم بستر ہیں۔ اب کچھ لوگ تو یہ سوچ کر کہ نہ جانے بادشاہ کب ہمیں باہر نکال دے اور باہر جاکر ہمارے پاس کچھ سرمایہ ہوگا تو ہم خود ہی اعلیٰ بستر اور اعلیٰ کھانوں کا بندوبست کرلیں گے اس لئے اس وقت کو غنیمت جان کر ہیرے جواہرات اکٹھے کرلیں جبکہ دوسرے گروہ نے سوچا کہ ابھی تو ہم آئے ہیں۔ پہلے کھانا کھائیں پھر آرام کریں بعد میں خزانہ بھی لے لیں گے ابھی تو کافی وقت ہے۔ وہ کھانا کھاکر سوگئے اور کمائی کا قیمتی وقت کھانے اور سونے میں گزار دیا اچانک بادشاہ نے سب کو باہر نکال دیا تو۔ جو لوگ جواہرات وغیرہ لے کر آئے تھے ان کی بعد والی طویل زندگی آرام سے گزری اور جنہوں نے اپنے قیمتی وقت کو عیش و آرام میں گزار دیا تھا وہ پچھتاتے رہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس دنیا کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ کیونکہ یہاں پر رہ کر آخرت کی طویل اور لامحدود زندگی کے آرام کے لئے کمائی کرنی ہے' حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق و افسوس نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو۔" صاف ظاہر ہے کہ جب اس دنیا میں' جو دارالعمل ہے۔ ہر ہر مرتبہ اللہ جل شانہ کے پاک نام کا ذکر کرنے پر جو انعامات نظر آئیں گے تو یہ افسوس تو ہوگا ہی کہ اگر ہم دنیا میں وقت ضائع کئے بغیر مزید وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزارتے تو مزید انعامات کے حق دار ہوتے۔

ایک بار حضرت جرجانیؒ سے حضرت سریؒ نے پوچھا کہ خشک ستو کیوں پھانک رہے ہیں تو فرمایا' میں نے روٹی چبانے اور ستو پھانکنے کا حساب لگایا تو چبانے میں اتنا وقت زیادہ لگتا ہے کہ میں ستر مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہوں۔ اس لئے میں نے چالیس برس سے روٹی کھانا چھوڑ رکھی ہے۔

قارئین کرام! اندازہ فرمایئے اتنے قیمتی وقت کے ختم ہونے پر سالگرہ منانا کہاں مناسب ہے؟ یہ دنیا تو

بقایا صفحہ ۱۳ پر

اخبارِ ختم نبوّت

قصور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

قصور (نمائندہ خصوصی۔ فیکس رپورٹ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مورخہ ۲۷ مارچ ۹۶ء کو جامع مسجد گنبد والی کوٹ مراد خاں میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت قاری مشتاق احمد رحیمی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت قصور نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی یادگار اسلاف حضرت مولانا سید محمد طیب شاہ ہمدانی فاضل دارالعلوم دیوبند تھے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبدالرزاق مجاہد نے سرانجام دیئے۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حاجی اللہ دتہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا ملک بھر میں ۲۳ کے قریب بدبختوں نے سرور کائنات ﷺ کی شان اقدس میں دریدہ دہنی کی۔ حکومت نے نہ انہیں صرف تحفظ فراہم کیا بلکہ انہیں ایوارڈ تک دے کر اپنے مینڈیٹ سے انحراف کیا ہے لہٰذا ایسی حکومت کو برسراقتدار رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور ڈویژن کے انچارج مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں دی جانے والی قربانیوں پر روشنی ڈالی۔ اور کہا کہ قادیانیت کے ایک سو سالہ سفر کے مقابلہ میں تحریک ختم نبوت کا موازنہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی ننس آیا۔ قادیانی اس کے خلاف وفاقی شرعی عدالت میں گئے جہاں ان کی رٹ مسترد ہوئی۔ شریعت اپیلانٹ بینچ، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے آٹھ فیصلے ان کے خلاف آئے۔

آج قادیانی گروہ ۱۹۹۶ء کے پہلے چار ماہ کو خوشخبری کہہ رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے اسے بیرونی آقاؤں اور اندرونی مہروں کی آشیرباد حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر قادیانیوں کے خلاف آئینی فیصلوں کو کالعدم قرار دیا گیا۔ تو ان کے خلاف فیصلہ کن تحریک چلے گی۔ جس میں ان کے ارتداد کا فیصلہ اور ارتداد کی شرعی سزا "سزائے موت" کو نافذ کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

مجلس علماء اہلسنت پاکستان کے مرکزی رہنما مولانا عبدالکریم ندیم نے مسئلہ ختم نبوت کی شرعی و قانونی حیثیت پر سیر حاصل بحث کی۔ اور بتلایا کہ مسئلہ ختم نبوت دین اسلام کا اساسی و بنیادی مسئلہ ہے۔ جس پر قرآن پاک کی ایک سو آیات، سرور کائنات ﷺ کی دو سو دس احادیث روز روشن کی طرح دلالت کررہی ہیں۔ اور جو امت مسلمہ کا چودہ سو سالہ اجماعی عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کررہا ہے۔ قادیانیت کا اصل علاج وہی ہے جو سیدنا صدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ماننے والوں سے کیا۔ انہوں نے قادیانیوں سے کہا کہ وہ شرافت کے دائرہ میں رہتے ہوئے پاکستان کے آئین و قانون کی پابندی کریں۔ ورنہ انہیں عظیم تحریک کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تحریک کا فیصلہ کیا تو مجلس علماء اہلسنت ہراول دستہ کا کردار ادا کرے گی۔ کانفرنس مولانا سید محمد طیب شاہ ہمدانی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

آخر اتنا ظلم کیوں

راولپنڈی (پ۔ ر) مکرمی جناب مدیر ختم نبوت کراچی السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ میں آپ کے ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ سے حکومت کی توجہ اس اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ اس مسئلہ میں میرا قانونی تعاون فرمائیں گے مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ اسکول دوالمیال ضلع چکوال کے مسلمان طلبات پر اتنا مذہبی ظلم کیا رہا ہے جس کی مثال شاید ربوہ میں قادیانیوں کا شہر ہے اس میں بھی نہ ہو کہ ایک ہی اسکول میں چھ عدد قادیانی استانیاں پڑھا رہی ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ شاہدہ پروین (پی ٹی سی) اور رفعت شاہین (ای ایس ٹی) اور یہ دونوں آپس میں بہنیں ہیں۔ مسعود بیگم (ایس وی) فرخندہ بیگم (پی ٹی سی) فریدہ بیگم (پی ٹی سی) عارفہ خانم (پی ٹی سی) سے ہیں فرخندہ فریدہ عارفہ یہ آپس میں بہنیں ہیں جناب والا آپ کے رسالہ ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ سے میں خدمت میں درخواست کرتا ہوں اور پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان خاندانوں کو کس بنا پر اتنے عرصے سے مسلمان طلبات پر مسلط کیا ہوا ہے اور پھر ان سے پڑھنے والی اکثر مسلمان طالبات ہیں لہٰذا حکومت سے استدعا کی جاتی ہے ان کو فوری طور پر ہٹا کر مسلمان ٹیچرز تعینات کیے جائیں جو مسلمان طالبات کی ذہنی کوفت ختم کریں۔

[illegible]

Courtesy: *New Encyclopedia Britannica*

انقلاب زمانہ

امام زہریؒ حضرت عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ لبید کا یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ذہب الذین یعاش فی اکنافہم
و بقیت فی خلف کجلد الاجرب

شعر کا ترجمہ: (وہ لوگ رخصت ہوگئے جن کے زیر سایہ زندگی بسر ہوتی تھی اور بعد میں گھٹیے قسم کے نااہلوں میں پڑا رہ گیا ہوں) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عجیب بات ہے کہ لبید اپنے زمانہ والوں کے بارے میں یہ کہتا ہے' اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھ لیتے تو کیا رائے قائم کرتے' حضرت عروہؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے اگر وہ ہمارے زمانے کو پاتیں تو کیا کہتیں؟ امام زہری نے فرمایا' اللہ تعالیٰ عروہؒ پر رحم کرے اگر وہ ہمارے زمانے کو پاتے تو کیا کہتے؟ امام زہری کے شاگرد زبیدی نے فرمایا اللہ تعالیٰ امام زہری پر رحم فرمائے اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟ زبیدی کے شاگرد محمد بن مہاجر نے فرمایا اللہ تعالیٰ زبیدی پر رحم فرمائے اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟ محمد بن مہاجر کے شاگرد عثمان بن سعید کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ محمد بن مہاجر پر رحم فرمائے اگر' وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے' عثمان کے شاگرد ابو حمید کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائے اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟ امام ابن جریر فرماتے ہیں' اللہ تعالیٰ ہمارے استاذ ابو حمید پر رحم فرمائے اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟

ناکارہ مولف عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ' ان سب پر رحم فرمائے اگر یہ حضرات ہمارا زمانہ دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟

قرآن سے شبہات

حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عنقریب کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن (کی غلط تعبیر) سے (دین میں) شبہات پیدا کر کے تم سے جھگڑا کریں گے' انھیں سنن سے پکڑو کیونکہ سنت سے واقف حضرات کتاب اللہ (کے صحیح مفہوم) کو خوب جانتے ہیں۔

1914	Robert Bárány	Austria	work on vestibular apparatus	(no award)	—
1915	(no award)	—	—	(no award)	—
1916	(no award)	—	—	(no award)	—
1917	(no award)	—	—	International Red Cross Committee[4]	(founded 1863)
1918	(no award)	—	—	(no award)	—
1919	Jules Bordet	Belg.	discoveries in regard to immunity	Woodrow Wilson	U.S.
1920	August Krogh	Den.	discovery of capillary motor regulating mechanism	Léon Bourgeois	Fr.
1921	(no award)	—	—	Karl Branting Christian Louis Lange	Swed. Nor.
1922	Archibald Hill	Brit.	discovery relating to heat production in muscles	Fridtjof Nansen	Nor.
	Otto Meyerhof	Ger.	work on metabolism of lactic acid in muscles		
1923	Sir F.G. Banting J.J.R. Macleod	Can. Brit.	discovery of insulin	(no award)	—
1924	Willem Einthoven	Neth.	discovery of electrocardiogram mechanism	(no award)	—
1925	(no award)	—	—	Sir Austen Chamberlain Charles G. Dawes	Brit. U.S.
1926	Johannes Fibiger	Den.	contributions to cancer research	Aristide Briand Gustav Stresemann	Fr. Ger.

Nobel Prize winners[1] (continued)

[illegible]

Nobel Prize winners[1] (continued)

	physiology or medicine			peace	
1927	J. Wagner von Jauregg	Austria	work on malaria inoculation in dementia paralytica	Ferdinand Buisson Ludwig Quidde	Fr. Ger.
1928	Charles Nicolle	Fr.	work on typhus	(no award)	—
1929	Christiaan Eijkman	Neth.	discovery of antineuritic vitamin	Frank B. Kellogg	U.S.
	Sir F. Hopkins	Brit.	discovery of growth-stimulating vitamins		
1930	Karl Landsteiner	U.S.[3]	grouping of human blood	Nathan Söderblom	Swed.

1931	Otto Warburg	Ger.	discovery of nature and action of respiratory enzyme	Jane Addams Nicholas Murray Butler	U.S. U.S.
1932	Edgar D. Adrian Sir C. Sherrington	Brit. Brit.	discoveries regarding function of neurons	(no award)	—
1933	Thomas Hunt Morgan	U.S.	heredity transmission functions of chromosomes	Sir Norman Angell	Brit.
1934	George R. Minot William P. Murphy George H. Whipple	U.S. U.S. U.S.	discoveries concerning liver therapy against anemia	Arthur Henderson	Brit.
1935	Hans Spemann	Ger.	organizer effect in embryo	Carl von Ossietzky	Ger.
1936	Sir H.H. Dale Otto Loewi	Brit. Ger.	work on chemical transmission of nerve impulses	Carlos Saavedra Lamas	Arg.
1937	Albert Szent-Györgyi	Hung.	work on biological combustion	Viscount Cecil of Chelwood	Brit.
1938	Corneille Heymans	Belg.	discovery of role of sinus and aortic mechanisms in respiration regulation	Nansen International Office for Refugees	(founded 1931)
1939	Gerhard Domagk (declined)[3]	Ger.	antibacterial effect of prontosil	(no award)	—
1943/4	Henrik Dam Edward A. Doisy	Den. U.S.	discovery of vitamin K discovery of chemical nature of vitamin K	(no award)	—
1944	Joseph Erlanger Herbert S. Gasser	U.S. U.S.	researches on differentiated functions of nerve fibres	International Red Cross Committee[4]	(founded 1863)
1945	Sir A. Fleming Ernst Boris Chain Lord Florey	Brit. Brit.[3] Austl.	discovery of penicillin and its curative value	Cordell Hull	U.S.
1946	Hermann J. Muller	U.S.	production of mutations by X-ray irradiation	Emily Greene Balch John R. Mott	U.S. U.S.
1947	Carl F. Cori Gerty T. Cori Bernardo Houssay	U.S.[3] U.S.[3] Arg.	discovery of how glycogen is catalytically converted pituitary hormone function in sugar metabolism	American Friends Service Committee Friends Service Council	U.S. London
1948	Paul Muller	Swiss	properties of DDT	(no award)	—
9	Walter Rudolf Hess	Switz.	discovery of function of middle brain	Lord Boyd-Orr	Brit.
	António Egas Moniz	Port.	therapeutic value of leucotomy in psychoses		
0	Philip S. Hench Edward C. Kendall Tadeusz Reichstein	U.S. U.S. Switz.[3]	research on adrenal cortex hormones, their structure and biological effects	Ralph Bunche	U.S.
51	Max Theiler	S.Af.	yellow fever discoveries	Léon Jouhaux	Fr.
52	Selman A. Waksman	U.S.[3]	discovery of streptomycin	Albert Schweitzer	Alsatian
53	Fritz A. Lipmann Sir H.A. Krebs	U.S.[3] Brit.[3]	discovery of coenzyme A citric acid cycle in metabolism of carbohydrates	George C. Marshall	U.S.

Nobel Prize winners[1] (continued)

[illegible]

fellow as our father if he comes after my father, (Habib ur Rahman's) death and has the cheek to tell me, "I am your dead father, Habib ur Rahman reincarnated; hence submit to me". Shall I tolerate him? Rather I should beat the vagabond with shoes on his head!

PROS AND CONS

On one hand is Ghulam Ahmad Qadiani, the spiritual sire of Dr. Abdus Salam declaring "I am Muhammad".

On the other hand are those of us who being given a Muslim name on birth sermonise to tolerate enemies of Muslims.

What face will these "Tolerant" Muslims show to their holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم on the coming Day of Congregation?

Just as Mir Jafar pushed India into the abyss of slavery by betraying Siraj ud Daulah, in the same manner, three treacherous Qadianis have been successful in undoing Pakistan to a great extent. First was Zafarullah Khan who as Pakistan's advocate before the Radcliffe Boundary Commission lost the link to Kashmir, viz., Gurdaspur, Pathankot, to India, (simultaneously his co-religionist Qadianis were presenting a separate memorandum to the Commission as a separate entity from Muslims) and later as the first Foreign Minister of Pakistan lost the Kashmir case in spite of his tiring and hardly intelligible orations at the United Nations. Second was M.M. Ahmed, the so-called financial wizard who as Financial Adviser during Ayub and Yahya regimes played a key role in the drama of debacle of East Pakistan. And the third is our contemporary Dr. Abdus Salam who as Atomic Energy Adviser to Bhutto, by incompetence or betrayal, landed Pakistan decades behind India in atomic research; so much so, that while India exploded an atomic bomb in 1973, the world has been beguiled into accepting it as "a peaceful (!) explosion of a nuclear device" in contrast to Pakistan, whose modest nuclear programme purely for generating badly-needed energy has been relentlessly magnified by India as an atomic monster and gullibly accepted so by friends and foes alike the world over. We are immensely thankful to Almighty Allah for bestowing Pakistan with many scientists who excel Dr. Abdus Salam in every field; albeit the Qadiani lobby is endeavouring hard to undo their excellent performance.

✿ ✿ ✿

APPENDIX

List of Nobel Prize Winners

Nobel Prize winners

	physics			chemistry			literature	
1901	Wilhelm Röntgen	Ger.	discovery of X-rays	Jacobus van 't Hoff	Neth.	[illegible]	Sully Prudhomme, poet	Fr.
1902	Hendrik Antoon Lorentz Pieter Zeeman	Neth. Neth.	[illegible]	Emil Fischer	Ger.	work on sugar and purine syntheses	Theodor Mommsen, historian	Ger.
1903	Antoine Henri Becquerel Pierre Curie Marie Curie	Fr. Fr. Fr.	[illegible]	Svante Arrhenius	Swed.	theory of electrolytic dissociation	B. Bjørnson, novelist, poet, dramatist	Nor.
1904	Lord Rayleigh	Brit.	discovery of argon	Sir William Ramsay	Brit.	[illegible]	Frédéric Mistral, poet J. Echegaray y Eizaguirre, dramatist	Fr. Sp.
1905	Philipp Lenard	Ger.	research on cathode rays	Adolf von Baeyer	Ger.	work on organic dyes, hydroaromatic compounds	H. Sienkiewicz, novelist	Pol.
1906	Sir J. J. Thomson	Brit.	[illegible]	Henri Moissan	Fr.	[illegible]	Giosuè Carducci, poet	Italy
1907	A. A. Michelson	U.S.	[illegible]	Eduard Buchner	Ger.	[illegible]	Rudyard Kipling, poet, novelist	Brit.
1908	Gabriel Lippmann	Fr.	[illegible]	Lord Rutherford	Brit.	[illegible]	Rudolf Eucken, philosopher	Ger.
1909	Guglielmo Marconi Karl Braun	Italy Ger.	[illegible]	Wilhelm Ostwald	Ger.	[illegible]	Selma Lagerlöf, novelist	Swed.
1910	J. van der Waals	Neth.	[illegible]	Otto Wallach	Ger.	[illegible]	Paul von Heyse, poet, novelist, dramatist	Ger.
1911	Wilhelm Wien	Ger.	[illegible]	Marie Curie	Fr.	[illegible]	Maurice Maeterlinck, dramatist	Belg.
1912	Nils Gustaf Dalén	Swed.	[illegible]	Victor Grignard Paul Sabatier	Fr. Fr.	[illegible]	Gerhart Hauptmann, dramatist	Ger.
1913	H. Kamerlingh Onnes	Neth.	[illegible]	Alfred Werner	Switz.	[illegible]	Sir R. Tagore, poet	India
1914	Max von Laue	Ger.	discovery of diffraction of X-rays by crystals	Theodore Richards	U.S.	[illegible]	no award	—
1915	Sir William Bragg Sir Lawrence Bragg	Brit. Brit.	analysis of crystal structure by means of X-rays	Richard Willstätter	Ger.	[illegible]	Romain Rolland, novelist	Fr.
1916	no award	—	—	no award	—	—	V. von Heidenstam, poet	Swed.
1917	Charles Barkla	Brit.	[illegible]	no award	—	—	Karl Gjellerup, novelist Henrik Pontoppidan, novelist	Den. Den.
1918	Max Planck	Ger.	[illegible]	Fritz Haber	Ger.	synthesis of ammonia	no award	
1919	Johannes Stark	Ger.	[illegible]	no award	—	—	Carl Spitteler, poet	Switz.
1920	Charles Guillaume	Switz.	[illegible]	Walther Nernst	Ger.	work in thermochemistry	Knut Hamsun, novelist	Nor.
1921	Albert Einstein	[illegible]	[illegible]	Frederick Soddy	Brit.	[illegible]	Anatole France, novelist	Fr.
1922	Niels Bohr	Den.	[illegible]	Francis Aston	Brit.	[illegible]	J. Benavente y Martínez, dramatist	Sp.
1923	Robert Millikan	U.S.	[illegible]	Fritz Pregl	Austria	[illegible]	William Butler Yeats, poet	Ire.
1924	Karl Siegbahn	Swed.	work in X-ray spectroscopy	no award	—	—	Władysław Reymont, novelist	Pol.
1925	James Franck Gustav Hertz	Ger. Ger.	[illegible]	Richard Zsigmondy	Austria	[illegible]	George Bernard Shaw, dramatist	Ire.
1926	Jean Baptiste Perrin	Fr.	[illegible]	Theodor Svedberg	Swed.	work on disperse systems	Grazia Deledda, novelist	Italy

Nobel Prize winners (continued)

	physiology or medicine			peace	
1901	Emil von Behring	Ger.	work on serum therapy	Jean Henri Dunant Frédéric Passy	Switz. Fr.
1902	Sir Ronald Ross	Brit.	discovery of how malaria enters an organism	Élie Ducommun Charles Albert Gobat	Switz. Switz.
1903	Niels R. Finsen	Den.	treatment of skin diseases with light radiation	Sir William Cremer	Brit.
1904	Ivan Pavlov	Russ.	work on the physiology of digestion	Institute of International Law	(founded 1873)
1905	Robert Koch	Ger.	tuberculosis research	Bertha von Suttner	Austria
1906	Camillo Golgi S. Ramón y Cajal	Italy Spain	work on the structure of the nervous system	Theodore Roosevelt	U.S.
1907	Alphonse Laveran	Fr.	discovery of the role of protozoa in diseases	Ernesto Teodoro Moneta Louis Renault	Italy Fr.
1908	Paul Ehrlich Ilya Mechnikov	Ger. Russ.	work on immunity	Klas Pontus Arnoldson Fredrik Bajer	Swed. Den.
1909	Emil Kocher	Switz.	physiology, pathology, and surgery of thyroid gland	Baron d'Estournelles de Constant Auguste Beernaert	Fr. Belg.
1910	Albrecht Kossel	Ger.	researches in cellular chemistry	International Peace Bureau	(founded 1891)
1911	Allvar Gullstrand	Swed.	work on dioptrics of the eye	Tobias Asser Alfred Fried	Neth. Austria
1912	Alexis Carrel	Fr.	work on vascular suture; transplantation of organs	Elihu Root	U.S.
1913	Charles Richet	Fr.	work on anaphylaxis	Henri La Fontaine	Belg.

3) makes his expertise a vehicle for the propagation of his sham faith;
4) turns his skill into converting Muslims into apostates; and
5) lures Muslim youth into his religion by offering temptations of money, marriage or employment;

THEN our Muslim admirers while singing an eulogy for him are in duty bound to Islam to warn their Muslim brethren against the danger lurking in this erudite personality.

Dr. Abdus Salam is a Qadiani first and a scientist later. He is a zealot of Qadianism. Under the garb of his scientific performance he is a conspirator against Islam.

Does any government of the world tolerate conspiracy? Are conspirators not consigned to the gallows? When no government tolerates conspiracy against the state, how can conspiracy against Allah and His Prophet صلی اللہ علیہ وسلم be allowed a let-off!

Dr. Abdus Salam's present leader, Mirza Tahir, is an enemy of Islam and is an ally of enemies of Islam. He is beating war-drum against Pakistan and cursing the whole Islamic world because they don't support him. He is honking hoarse that Pakistan is opposing his party men. Is it Islamic open-heartedness to sing praise of such a person? Just *think* for a while.

TOLERANTS CLASSIFIED INTO CATEGORIES

A Muslim's heart rends at the enthusiasm of showing toleration by the above-noted class of starry-eyed tolerants who ignore the honour of Islam and concern for the *millat*. This class includes three categories of people:

Firstly: Those lay-men who are ignorant of Qadiani beliefs and who are sweetly indifferent to the feelings of hatred, malice and enmity which Qadianis hide in their hearts against the Muslims.

Secondly: Those educated 'gentlemen' who are free thinkers. They dislike restraints applied by religion. To show their disgust against religion is a fashion for them. They inhale the free air of modernism. They do not categorise people, religion-wise. A believer or a non-believer, saint or a heretic, faithful or faithless — all weigh equal in their starry eyes.

Thirdly: Those who are called lovers of religiosity. They speak on social reformation and write lengthy discourses on religious subjects, as self-proclaimed heralds of Islam. Discoursing in learned seminars is service of religion for them. They can be identified in this way that they don't have sufficient time at their disposal due to their national and social pre-occupations to sit in company with pious and godly men. Instead of practising religious obligations they believe more in expediencies and prefer other obligations. In the harem of their heart, worldly prudence, in preference to transworldly thoughtfulness, is the legal tender. Very innocently they will sermonise for tolerance, human brotherhood and large-heartedness. Their sermon is not to hate any human, however repulsive he may be to Allah and His Phophet صلی اللہ علیہ وسلم and His 'Deen', but to tolerate enemies of Allah, His Prophet and His 'Deen'.

Yet this tolerance is limited to matters concerning Allah only because no sooner are their private belongings harmed or their individual honour assailed than they would forget sermonising tolerance for their personal enemy. Then their rake of vengeance glints and nerve of honour throbs and they will not feel at rest until their antagonist is knocked out.

These lovers of religiosity are aware of Allah's enemies; they can identify them as they can identify members of their household. They fully know that Mirza Ghulam Ahmad Qadiani called himself Prophet Muhammad and presented himself before the world as such.

This is also well within the perimeter of their knowledge that the Qadiani gang takes Mirza Ghulam Ahmad as the promised Masih and the appointed Mahdi. Also they know that the Qadianis are the greatest enemy of Islam and are traitors of our holy Prophet, صلی اللہ علیہ وسلم These tolerants cannot deny that they don't know that the Qadianis call Pakistan 'damned soil'. They know that the Qadianis are in league with the Jews who are conspiring internationally to destroy Pakistan.

In spite of this knowledge and these realisations this class of men sermonises for toleration of Qadianis. **History tells us that nations who are populated with such types get blotted off the map of the world sooner or later, because lack of sense of self-security, and disloyalty to the nourishing faith lead to bondage and elimination.**

Dead Father Habib ur Rahman Reborn

Certainly we are votaries to large-heartedness and tolerance but we are not prepared to accept a

DR. ABDUS SALAM AND THE NOBEL PRIZE

Motives, Possibilities, Designs

by
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translate by
K. M. SALIM

Edited by

Dr. Shahiruddin Alvi

"If oppression continues in this region, then conditions similar to those in Afghanistan can arise here too". (Qadiani Weekly, *Lahore*: Page 13, Dated April 20, 1985).

Not content with this veiled threat Mirza Tahir has the audacity to invite the entire Muslim world to join hands with the Qadianis to browbeat Pakistan. He warns:

"If you do not do so then your name will always be remembered with curses".

(Qadiani magazine, *Mishkat*, Qadian, May / June 1985, page 14).

Place all these facts before you and in the name of fairplay do justice whether Dr. Abdus Salam Qadiani's Nobel Award can be a source of delight to you, or a pride for any Pakistani or for that matter for any Muslim anywhere in the world.

NO TOLERATION FOR CONSPIRATORS

A Pakistani organisation in one of its publications, praised Dr. Abdus Salam Qadiani and took the plea that we should commend his scientific skill and ignore his faith, religion or dogmas. Having read this, a feeling Muslim could not restrain himself from writing to thi organisation's head who is a well-knowr personality. He answered to the communication o that Muslim in these words:

"What you have written about Dr. Abdus Salam Qadiani shows an exuberance of your sentiments. Just think for a while that we should be open-hearted and tolerant being Muslims. Every day one reads of performances of foreign nationals, non-Muslim scientists and experts who are of other religions. We like their good things, appreciate the worth of their great works, take advantage from their inventions, draw inspirations and praise them for what they have done but we don't discuss their religion as to what it is or what it was or what it should be because we have nothing to do with their religion. We are concerned only for what they have done for humanity or for human advantage. I trust you will now feel at rest".

This point of view is positively Islamic open-heartedness. We support it from the recesses of our heart.

BUT when that scientist and expert

1) cuts the roots of religion of Islam;
2) poses a threat to Islamic interests;

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ نمبر۲۵

قارئین ختم نبوت سے تین سوال

محترم قارئین آپ کی دلچسپی کے لئے قادیانیت سے متعلق سوال و جواب کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم ہر دفعہ تین سوال شائع کریں گے جن کے جوابات آپ حضرات ڈاک کے ذریعے ارسال کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے موصول ہونے والے مکمل صحیح حل پر ۳ ماہ کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔ ایک غلطی والے حل پر ۲ ماہ کی مدت کے لئے اور دو غلطی پر ایک ماہ کی مدت کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔

سوال ۱ .... میں امین الملک "جے سنگھ" بہادر ہوں۔ مرزا قادیانی نے اپنی کس کتاب میں لکھا ہے؟

سوال ۲ .... مولانا رفیق دلاوری رحمتہ اللہ علیہ نے "رئیس قادیان" نامی تصنیف کتنے عرصے میں مرتب کی؟

سوال ۳ .... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر سوم کا نام لکھیے؟

ٹوکن شمارہ نمبر۵۰

نام ————————————

ولدیت ------------------------

مکمل پتہ ----------------------

ذاتی مصروفیات ----------------

————————————

خط و کتابت کیلئے:

انچارج انعامی مقابلہ ہفت روزہ ختم نبوت "انٹرنیشنل" پرانی نمائش

ایم اے جناح روڈ کراچی کوڈ نمبر ۷۴۴۰۰

اہم ہدایات:

۱....... ساتھ منسلک ٹوکن کاٹ کر صحیح اندراج کر کے خط میں ارسال کیا جائے ورنہ حل مکمل تصور نہیں کیا جائے گا۔

۲....... تمام سوالات کے جواب صاف ستھرے کاغذ پر تحریر کریں۔

۳....... ہر شمارہ کا حل اس سے دو شمارہ کے بعد شائع کیا جائے گا۔

۴....... جوابی ٹوکن انچارج انعامی مقابلہ "ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل" کے نام سے ارسال کریں ورنہ کالعدم شمار ہو گا۔ نیز لفافے پر انچارج انعامی مقابلہ لکھنا نہ بھولیں۔

REGD. NO. SS- 160

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ (جدید ایڈیشن)

پروفیسر محمد الیاس برنیؒ

○۔ " قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ "برصغیر پاک و ہند میں وہ مشہور کتاب ہے جسے قادیانی عقائد و عزائم کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے۔

○ .... آج تک اس کے تمام ایڈیشن لیتھو پر شائع ہوئے تھے جن میں موجود بہت سی غلطیاں کتاب کے حسن کو ماند کررہی تھیں۔

○ .... اب اس کا جدید ایڈیشن کمپیوٹر پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا ہے۔

جدید ایڈیشن درج ذیل خصوصیات کا مجموعہ ہے:۔

۱.... قدیم قادیانی کتب اور ان کے جدید ایڈیشنوں کے حوالہ جات کا اضافہ کیا گیا ہے نیز روحانی خزائن (مطبوعہ ربوہ و لندن) کے حوالہ جات بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔

۲.... قادیانی اخبارات و رسائل کے حوالہ جات بمعہ جلد' شمارہ' تاریخ اور صفحات بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔

۳.... کتابت کی سابقہ تمام غلطیوں کو دور کردیا گیا ہے۔ حوالے کی اصل کتابوں سے عبارتوں کو ملا کر تصحیح کردی گئی ہے۔

۴.... سیرت المہدی کے حوالہ جات میں صفحہ اور جلد کے ساتھ روایت نمبر بھی درج کردیا گیا ہے۔

۵.... جہاں کہیں عبارتوں میں کتابت کی غلطی تھی اسے دور کردیا گیا ہے۔

۶.... فاضل مصنف مرحوم نے عنوان کے ساتھ صرف نمبر لگائے تھے۔ ہم نے فہرست میں ان عنوانات کے ساتھ صفحات بھی دے دیئے ہیں۔

۷.... ضمیمہ جات کے عنوانات کی فہرست کو اصل فہرست کے ساتھ لگادیا گیا ہے۔

۸.... مرزا قادیانی کے اشتہارات جو تبلیغ رسالت کے نام سے پہلے دس جلدوں میں تھے۔ ان حوالہ جات میں مجموعہ اشتہارات کی تینوں جلدوں کے صفحات دے دیئے ہیں۔

۹.... مصنف نے مرزا کے اقوال کفریہ مختلف قادیانی رسائل و اخبارات کے حوالہ کے ساتھ دیئے تھے۔ اب ملفوظات کے حوالہ جات بھی ساتھ لگادیئے گئے ہیں۔

۱۰.... مصنف کے زمانہ تصنیف کتاب ہذا کے وقت مرزا قادیانی کا کفرنامہ' تذکرہ' شائع نہیں ہوا تھا۔ اس ایڈیشن میں "تذکرہ" کے حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔

کمپیوٹر کتابت۔ عمدہ سفید کاغذ۔ سہ رنگ ٹائٹل۔ خوب صورت جلد۔ صفحات ۱۱۳۰۔

قیمت تین صد ر۳۰۰روپے صرف۔

ملنے کا پتہ۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ حضوری باغ روڈ۔ ملتان۔ فون نمبر ۵۱۴۱۲۲